

پیر مقصدوں کے فریب

مفتی جلال الدین احمد مجدی

ادارہ معارف اسلامیہ عثمانیہ

غیر مقتدوں کے فریب (روہانیوں)

مفتی جلال الدین احمد مجدی



شاد باغ،
لاہور (پاکستان)

ادارہ معارف لغمانیہ

سلسلہ اشاعت نمبر

نام کتاب : _____ غیر مقلدوں کے فریب

ترتیب : _____ مفتی جلال الدین احمد مجدی

صفحات : _____ ۸۰

سن اشاعت : _____ دسمبر ۱۹۹۲ء

تعداد : _____ ۲۱۰۰

مطبع : _____

ناشر : _____ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

قیمت : _____ دُعا خیر

نوٹ :- بیرونی حضرات ۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ

۳۳۳، شاد باغ، لاہور، پاکستان

انتساب

ان تمام مسلمانوں کے نام جو سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت سے ہیں اور ائمہ اربعہ حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، حضور سیدنا امام شافعی، حضور سیدنا امام مالک یا حضور سیدنا امام احمد بن حنبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دامن سے وابستہ ہو کر ان کی تقلید کرتے ہیں اور غیر مقلدوں سے دور رہتے ہیں۔

اور

شعبۃ الاولیاء حضور سیدنا شاہ محمد یار علی صاحبہ قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۳۸۷ھ) کے نام جنہوں نے اپنے رشد و ہدایت اور عظیم دینی ادارہ دارالعلوم فیض الرسول کے قیام سے شمالی مشرقی یوپی میں غیر مقلدیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا۔

جلال الدین احمد امجدی

فہرست مضامین

صفحہ

نمبر شمار

۵	نگاہ اولیں	۱
۶	یہ امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی جن میں صرف ایک جنتی ہوگا۔	۲
۷	نصف و اختیار کے متعلق حضور و صحابہ کرام کا عقیدہ	۳
۱۱	نصف و اختیار کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ	۴
۱۲	رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق حضور و صحابہ کرام کے عقیدے	۵
۱۶	رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق غیر مقلدوں کے عقیدے	۶
۱۸	صحابہ کرام اور تقلید	۷
۱۹	تقلید کسے کہتے ہیں	۸
۲۱	غیر مقلدوں کی تقلید	۹
۲۲	غیر مقلدوں سے سوالات	۱۰
۲۶	غیر مقلدوں کی گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت	۱۱
۲۸	غیر مقلدین کی مختصر تاریخ	۱۲
۳۱	ہندوستان میں فتنہ و ہابیت	۱۳
۳۳	غیر مقلدین علمائے دیوبند کی نظر میں	۱۴
۳۸	غیر مقلدوں کے چند اہم اصول	۱۵
۳۹	دوسرا اصول	۱۶
۴۲	تیسرا اصول	۱۷
۴۵	قربانی	۱۸
۴۶	طلاق	۱۹
۵۵	ابن تیمیہ کون ہے	۲۰
۵۹	غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ راز	۲۱
۶۵	غیر مقلدوں کے چالیس فریب	۲۲
۷۶	مختصر سوانح حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۳

نگارہ اولیں

غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی کہتے ہیں وہ اپنا
 نیا مذہب پھیلانے کے لئے عرب ملکوں سے پیسے لاکر آئے دن
 نئے نئے فتنے کھڑے کرتے رہتے ہیں۔ انھیں فتنوں میں سے
 ان کی کتاب حقیقۃ الفقہ بھی ہے جو غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری
 کی تصنیف ہے اور دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح و اضائف
 کے بعد بمبئی سے شائع ہوئی ہے اور شروع سے آخر تک مکر و فریب
 سے بھری ہوئی ہے۔

چند سال قبل اس کتاب کے فریب کو ظاہر کرنے کے لئے مجھ سے
 کہا گیا لیکن میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کی طرف توجہ نہ کر سکا۔ مگر
 ابھی جلد ہی جب غیر مقلدوں نے تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے
 کا نیا فتنہ اٹھایا تو ہم ان کے کفری اور گمراہ کن عقیدے اس کتاب میں
 لکھ دئے، ان کی مکاریوں کے پردے چاک کر دیئے، ان کے پوشیدہ
 راز ظاہر کئے اور آخر میں کتاب مذکور حقیقۃ الفقہ کے چالیس فریب بھی
 لکھ دیئے تاکہ مسلمان اس گمراہ فرقہ سے دور رہیں، ان کے فتنے میں نہ پریں
 اور نہ اس نئے مذہب کی سہولتیں دیکھ کر اس کی طرف مائل ہوں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے مفید
 فرمائے، انھیں غیر مقلدوں کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور میرے لئے

جلال الدین احمد امجدی

اس کو توشیحہ آخرت بنائے۔ آمین

۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ ۶ جولائی ۱۹۹۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَكَ الْحَمْدُ يَا اللّٰهُ! وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

یہ امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی

جن میں صرف ایک مذہب جنتی ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بنی اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئے۔ اور میری

امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک

مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے جہنمی ہونگے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟

(یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہیں گے جس پر

میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں (ترمذی حدیث ۸۹ مشکوٰۃ ص ۳)

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی یہ امت تہتر مذہبوں میں بٹے گی لیکن ان میں صرف ایک مذہب والے جنتی

ہوں گے باقی سب جہنمی ہوں گے۔ اور جنتی مذہب والوں کی پہچان یہ ہے

کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کے نقش قدم پر چلیں گے اور ان کے عقیدے پر قائم رہیں گے۔

تصرف و اختیار کے متعلق حضور و صحابہ کرام کا عقیدہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

أَهْلُ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَسْرَأَهُمُ الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ حَتَّى سَأُوا جِرَاءَ بَيْنَهُمَا۔

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھا دیا۔ یہاں تک کہ مکہ والوں نے ہر پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا (بخاری جلد ۵ ص ۵۲۶)

(۲) اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا

کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کی طرف دوڑے۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے مگر یہی جو آپ کے سامنے ہے۔

فَوَضَعَ يَدَاكَ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْتَوِرُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا۔ قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكُنَّا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان جیسے جموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت سالم فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا۔ اس وقت تو ہمارے

تعداد پندرہ سو تھی (بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۰۵)

(۳) اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ لوگ ساری رات حسرت میں رہے کہ دیکھنے صبح کس خوش نصیب کو جھنڈا عطا فرمایا جائے گا۔ جب صبح ہوئی تو ہر ایک یہ تمنا لے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسے مرحمت ہو۔ آپ نے فرمایا

أَيُّنَ عَلِيٍّ بَنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا بَشْتِكِي
عَيْنِيهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَرْسَلُونَا
إِلَيْهِ فَأَتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي
عَيْنِيهِ وَدَعَا لَهُ فَبِرَأْحَتِي كَانَ
لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ -

علی بن ابوطالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انھیں بلا کر لاؤ پس انھیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ اس طرح تندرست ہو گئے جیسے انھیں کوئی تکلیف ہی

نہیں ہوئی تھی (بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۲۵)

(۴) اور حضرت برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو رافع یہودی کو (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا) قتل کرنے کے بعد اس کے اونچے مکان سے اترتے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انھوں نے اسی وقت گرم گرم اپنی پگڑی سے باندھ لی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔

أَبْسَطَ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي
فَمَسَحَهَا كَأَنَّمَا لَمْ أَشْتِكْهَا قَطُّ -

اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا۔ تو حضور نے جب اس پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیا تو ایسا ہو گیا جیسے اس میں

سرے سے کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی (بخاری شریف

جلد ۲ ص ۵۷۷)

(۵) اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی۔ میں نے اسے ہانڈی میں ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا ابورافع علیہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیہ ملی ہے۔ پھر ہم نے اسے ہانڈی میں پکایا۔ حضور نے فرمایا اے ابورافع! ہم کو ایک دست دو۔ میں نے دست پیش کر دیا۔ پھر فرمایا دوسرا دست بھی دو۔ میں نے دوسرا دست بھی پیش کر دیا۔ پھر فرمایا اے ابورافع! اور دست لاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دوہی دست ہوتے ہیں۔

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا أَنْتَ لَوْ سَكَّتْ
اگر تم چپ رہتے تو ہم کو دست پر دست دیتے رہتے
لَنَا وَلَتَنِي ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَّتْ۔
جب کہ چپ رہتے (احمد، دارمی، مشکوٰۃ ص ۴۱)

(۶) اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔

يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ
اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے
جِبَالُ الذَّهَبِ۔
کے پہاڑ چلیں (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲)

(۷) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! خدائے تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟

قَالَ لَوْ قُلْتُمْهَا نَعَمْ لَوْ جَبْتُمْ وَلَوْ جَبْتُمْ
فرمایا اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے
لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيعُوا۔
اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت
نہیں رکھتے (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۲۲۲)

کسی چیز کو حق جان کر دل میں جمائے ہوئے یقین کو ایمان و عقیدہ کہتے ہیں۔
 تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح خدائے تعالیٰ کی وحدانیت اور
 اپنی رسالت پر ایمان و عقیدہ رکھتے ہیں اسی طرح اس بات پر بھی وہ عقیدہ رکھتے
 ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے عالم میں تصرف کی قوت بخشی ہے۔ اسی لئے آپ نے
 کفار مکہ کے مطالبہ پر اشارہ فرما کر چاند کو دوڑا کر طے کر دیا۔ اگر حضور کا ایسا عقیدہ نہ
 ہوتا تو اشارہ کرنا تو بہت بڑی بات ہے آپ ایک لمحہ کے لئے اسے سوچ بھی نہیں
 سکتے تھے۔ اور ضرورت پر انگلیوں کی گھائیوں سے دریا بہا کر حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے عملی طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے اس کی طاقت
 و قوت بخشی ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں لعاب دہن (تھوک) لگا کر حضرت
 عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر دست مبارک پھیر کر
 واضح طور پر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تصرف کی وہ قوت عطا
 فرمائی ہے کہ میں اپنے تھوک سے بیماریاں دور کر دیا کرتا ہوں۔ اور ٹوٹی ہوئی
 ہڈی پر صرف اپنا ہاتھ پھیر کر بغیر پلاسٹر کے فوراً صحیح کر دیتا ہوں۔ اور حضرت ابو رفیع
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ اگرچہ ایک بکری
 میں دوہی دست ہوتے ہیں لیکن میں طلب کرتا رہوں اور پیش کرنے والا دینے
 کا ارادہ کرتا رہے تو ایک ہی بکری کے گوشت سے ہزاروں دست نمودار ہوتے
 رہیں گے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واضح الفاظ میں اپنے اس
 عقیدہ سے آگاہ فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ اگر میں

(۱) غیث اللغات ص ۴۶۵ میں ہے عقیدہ چیزے راعی دانستہ در دل خود محکم گرفتن ۱۲

یا ہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے وہ ترتیب عطا فرمایا ہے کہ اگرچہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے لیکن اس سوال پر کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ اگر میں ہاں کہوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے۔

اور حضرت انس، حضرت جابر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم میں تصرف کرنے کا اختیار بخشا ہے۔ اگر صحابہ کرام کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو وہ ان حدیثوں کو بیان ہی نہیں کرتے۔

تصرف و اختیار کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ

تصرف و اختیار کے بارے میں غیر مقلدوں کا عقیدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدے کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے صفحہ پر لکھا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ پھر ص ۶ پر لکھا کہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر۔ پھر ص ۱۷ پر لکھا کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں کوئی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔۔۔۔۔ اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔

اور پھر اسی ص ۱ پر لکھا کہ سب بندے بڑے اور چھوٹے عاجز ہیں اور بے اختیار اور ص ۱۹ پر لکھ دیا کہ جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے..... اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔ اور پھر ص ۲۸ پر یوں لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ پھر ص ۴ پر لکھا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور پھر ص ۴۲ پر لکھا کہ اولیاء انبیاء..... جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز۔

تقویۃ الایمان کے مذکورہ بالا عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ تصرف و اختیار کے متعلق جو حضور اور صحابہ کا عقیدہ ہے غیر مقلدوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ اور یہی ان کے جہنمی فرقہ ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق

حضور و صحابہ کرام کے عقیدے
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

خدائے تعالیٰ نے پارہ ۲۸ میں ارشاد فرمایا۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَ
لِلْمُؤْمِنِينَ۔ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں
ہی کے لئے ہے (سورۃ منافقون - آیت ۱)

اور پارہ ۳۰ میں ارشاد فرمایا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

(سورۃ الم نشرح - آیت ۲)

اور پارہ ۲۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے یہاں عزت والے

ہیں (سورۃ احزاب۔ آیت ۶۹)

اور پارہ ۳ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ عیسیٰ علیہ السلام دنیا و آخرت میں عزت والے

ہیں (سورۃ آل عمران۔ آیت ۴۵)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

صَلَّى بِنَارِ سُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِي مُؤَخَّرِ الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَاسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَا اِنَّ سُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ اَلَا تَرَى كَيْفَ تُصَلِّي اَنْتُمْ تُرَوْنَ اَنْتُمْ يَخْفَى عَلَيَّ شَيْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهُ اِنِّي لَا رَاى مِنْ خَلْفِي كَمَا اَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور صفوں کے آخر میں ایک شخص تھا جس نے نماز بری طرح پڑھی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اسے آواز دی کہ اے فلاں! کیا اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھپا رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں پیچھے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں (مشکوٰۃ شریف ص ۷۷)

غور کریں۔ حدیث شریف میں فِي مُؤَخَّرِ الصُّفُوفِ نہیں ہے کہ پہلی صف کے آخر میں شخص مذکور تھا تو حضور نے آنکھ کے کونے سے اس کو دیکھ لیا بلکہ فِي مُؤَخَّرِ الصُّفُوفِ ہے یعنی وہ شخص آخری صف میں تھا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے اس کو دیکھ لیا۔

(۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَاللَّهُ مَا يَخْفَىٰ عَلَيَّ رُكُوعًا وَلَا
خُشُوعًا لِي لَا أَسْأَلُكُمْ مِنْ وَّرَاءِ
ظَهْرِي -

خدا کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع مجھ سے پوشیدہ
نہیں۔ میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔
(بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۹ و ص ۱۰۲)

(۳) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا
مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِحَائِطَيْنِ حَيْطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ
فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَدَّ بَانَ
فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُعَدُّ بَانَ فِي
كَبِيرِنَا قَالِ بَلَىٰ كَانَ أَحَدُهُمَا لَأَنْ
يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْسِي
بِالنَّمِيمَةِ -

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو قبروں کے
باغوں میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو
دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں
عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب
ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا
ہاں (خدا نے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان
میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور
دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا (بخاری شریف جلد ۱ ص ۳۵)

(۴) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَاَنَا
أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي
هَذَا -

اللہ نے میرے لئے دنیا کے پردے اٹھا دیئے ہیں۔
تو میں دنیا کو اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے
والا ہے سب کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنی اس
ہتھیلی کو (زر قانی علی المواہب جلد ۱ ص ۲۳۲)

(۵) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ
بِيَشْكُ خَدَائِي تَعَالَى نَزَعِي فِي رِجْلِي بِرَأْسِي كَرَامٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تَاكُلْ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ
 كے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔ تو اللہ کے نبی
 حَتَّىٰ يَرْزُقُوْا۔
 زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں (ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۱۳)

(۶) اور حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰى الْاَرْضِ اَجْسَادَ
 خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو
 الْاَنْبِيَاءِ۔
 زمین پر کھانا حرام فرمادیا ہے (ابوداؤد، نسائی،

دارمی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲)

اللہ تعالیٰ کے فرمان پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کا عقیدہ دوسرے مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ تو قرآن مجید کی مذکورہ
 بالا آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ
 کے نزدیک میری عزت ہے بلکہ میری وجہ سے مسلمانوں کی بھی عزت ہے۔ اور
 اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وہ مرتبہ ہے کہ اس نے میری رضا کے لئے میرے ذکر
 کو بلند فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہ سارے انبیائے کرام خدائے
 تعالیٰ کے نزدیک دنیا و آخرت میں عزت و عظمت والے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی
 اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

اور مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے صحابہ کرام سے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ واضح فرمایا کہ جیسے میں
 اپنے آگے دیکھتا ہوں ویسے ہی دیکھتے بھی دیکھتا ہوں۔ میرے دیکھنے کے لئے
 درمیان کی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک
 کیفیت کا نام ہے وہ بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں بلکہ زمین کے اندر آدمیوں پر ہونے
 والے عذاب کو بھی دیکھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان پر عذاب کیوں ہو رہا ہے۔

اور چوتھی حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس عقیدہ کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ قیامت تک ہونے والے سارے واقعات کو میں ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ یعنی میں غیب جانتا ہوں۔ اور مذکورہ بالا حدیثوں کو روایت کرنے والے صحابہ کرام کا بھی یقیناً یہی عقیدہ ہے۔

اور اگر کبھی کوئی غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں بتایا تو اس لئے کہ یا تو اس کا ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف تھا اور یا تو حضور کی اس پر توجہ نہیں تھی۔ جیسے کہ اسٹیشن پر ٹرین کی آمد و رفت کا چارٹ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر جس ٹرین کا وقت آدمی جاننا چاہتا ہے جب تک کہ اس پر توجہ نہیں ہوتی نہیں دیکھ پاتا ہے۔

اور آخر کی دونوں حدیثوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ عقیدہ واضح طور پر معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے زمین پر ان کے جسموں کا کھانا حرام فرما دیا ہے۔

انبیاء کو بھی موت آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
بس اسی آن کے بعد ان کی جیٹا مثل سابق وہی جسمانی ہے

رسول کی عزت اور علم غیب وغیرہ کے متعلق غیر مقلدوں کے عقیدے

رسول کی عزت کے متعلق غیر مقلدوں کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع قیومی کانپور کے صفحہ پر لکھا۔ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہویا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی

ذیل ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی ساری مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں۔ جو حضور کو سب سے بڑا مخلوق نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔ اور دوسرے انبیاء اور اولیاء روغیہ حضور سے چھوٹے مخلوق ہیں۔ تو تقویۃ الایمان جو انبیاء اور اولیاء کی شان گھٹانے کے لئے لکھی گئی ہے اس کی مذکورہ بالا عبارت کا یہ مطلب ہوا کہ انبیاء اور اولیاء میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے یعنی چار کی بھی کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت عزت اللہ کی شان کے آگے ہے لیکن حضور سید عالم اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی شان کے آگے اتنی بھی عزت و وقعت نہیں جتنی کہ ایک چار کی عزت و وقعت ہے۔ اور اسی کتاب کے ص ۳۸ پر تو صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اور علم غیب کے بارے میں اسی کتاب کے ص ۱ پر لکھا کہ سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے (یعنی نبی ہوں یا ولی وغیرہ) سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ اور ص ۱ پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔

اور اسی کتاب کے ص ۴ پر ایک حدیث لکھنے کے بعد فتنہ و فساد کی ف تحریر کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اقرار کر کے یہ لکھ دیا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ تقویۃ الایمان کی اسی تحریر کی بنیاد پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ اور ان کے یہ سب عقیدے حضور و صحابہ کرام

کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور یہی ان کے جہمی فرقہ ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

صحابہ کرام اور تقلید

کل تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہوئے جن میں سے صرف چھ صحابہ یعنی چاروں خلیفہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم مجتہد تھے باقی سب ان کے مقلد۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس لئے کہ پانچویں پارہ میں خدا کے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولو الامر ہیں (سار۔ آیت ۵۹)

اس آیت کریمہ میں اولی الامر سے مراد علماء ہیں اصح اقوال میں۔ اس پر بادشاہوں پر عالموں کی فرمانبرداری واجب ہے اور عالموں پر بادشاہوں کی فرمانبرداری واجب نہیں (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۴۴) اور اس آیت کریمہ کے سلسلے سے بڑے مصداق چاروں خلیفہ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہر و زمانہ میں حاکم نہیں تھے۔

اور پھر پانچویں پارہ میں اللہ تعالیٰ کا یوں ارشاد ہے۔

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى
أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ
يَسْتَنْبِطُونَ مِنْهُمْ۔

جو معاملہ پیش آتا اگر اس کے لئے رسول اور اپنے علماء کی طرف رجوع کرتے تو ضرور خدا کا حکم جان لیتے وہ جو جو فکر سے باریک حکم نکالتے ہیں (سورۃ نسا آیت ۵۹)

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ استنباط یعنی قرآن و حدیث سے تو کیا کر کے مسائل نکالنے پر عالم ہی قدرت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی طرف رجوع کا حکم ہے۔

اور چودھویں پارہ میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔
پوچھو۔ (سورہ نحل۔ آیت ۶۳)

اس آیت کریمہ میں نہ جاننے والوں پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ جاننے والوں سے پوچھیں۔ لہذا وہ صحابہ کرام جو مدینہ طیبہ سے دور رہتے تھے وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بھی اپنے یہاں کے سب سے بڑے عالم صحابی سے مسئلہ پوچھ کر ان کی تقلید کرتے تھے۔

تقلید کسے کہتے ہیں؟ عرف، لغت اور اصطلاح شرع میں بغیر چون و چرا کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔ چنانچہ جب کہا جاتا

ہے کہ زید فلاں کی تقلید کرتا ہے۔ تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے فلاں کی بات مانتا ہے۔ اور المنجد میں ہے۔ يقال قلده في كذا۔ ای

تبعه من غير تامل ولا نظر۔ یعنی غور و فکر کے بغیر اس نے اس کی پیروی کی۔ اور غیث اللغات میں ہے تقلید مجازاً بمعنی پیروی کسے بے دریافت

حقیقت آل یعنی حقیقت دریافت کئے بغیر کسی کی پیروی کرنے کو مجازاً تقلید کہتے ہیں۔ اور مصباح اللغات میں ہے قلده في كذا۔ اس نے اس کی فلاں بات میں

بغیر غور و فکر کے پیروی کی۔ اور حضرت علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ التقليد عبارة عن قبول قول الغير بلا حجة

ولا دليل یعنی حجت و دلیل کے بغیر کسی کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔

التعريفات (۵)

لہذا وہ صحابہ کرام جو کسی دور کے قبیلہ میں رہتے تھے۔ ان کی تعلیم کے لئے سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی عالم صحابی کو ان کے یہاں بھیجتے تھے تو وہ لوگ بلا حجت و دلیل اور حکم شرع کی حقیقت دریافت کئے بغیر اس عالم صحابی کی بات مانتے تھے۔ اور اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ اور جو صحابہ کہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے مگر وہ اونٹوں کے چرانے، باغوں اور کھیتوں میں کام کرنے یا تجارت وغیرہ میں مشغول ہونے کے سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زیادہ حاضری نہیں دے سکتے تھے وہ جانکار صحابہ سے پوچھ کر ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اور جو حضور کی خدمت میں باسانی حاضر ہو سکتے تھے وہ ہر مسئلے میں آپ ہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو سارے صحابہ نے خدائے تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مجتہد صحابہ کی طرف رجوع کیا اور ان کی تقلید کی۔ اس طرح ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ مقلد ہوئے۔ لہذا حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب صحابہ کرام ہی کے راستہ پر چلنے ہوئے بڑے بڑے مجتہد عالموں کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن و حدیث سے نکالے ہوئے مسائل میں ان کی تقلید کرتے ہیں کہ اصل مذہب صحابہ ہی کا ہے، ان کی اصل حدیث ہے اور حدیث کی اصل قرآن ہے اس طرح اماموں کی تقلید صحابہ کرام ہی کی پیروی ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارک سے جاری ہے۔

لیکن غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار کرتے ہیں، اسے گمراہی قرار دیتے ہیں اور کچھ ان میں سے تقلید کو شرک ٹھہراتے ہیں حالانکہ جاہل عوام اور پڑھے لکھے سب کے سب غیر مقلد اپنے مولویوں کی تقلید ضرور کرتے ہیں

اگرچہ غیر مقلدین چاروں اماموں کی تقلید سے انکار
یہ مقلدوں کی تقلید کرتے ہیں مگر ان میں کے چھوٹے بڑے ہر ایک کسی

سی کی تقلید ضرور کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ظاہر ہے تجارت کرنے والے کھیتوں
میں ہل چلانے والے اور گھسیارے و چرواہے وغیرہ سارے غیر مقلدین قرآن
حدیث سے مسئلہ نکالنے کی قدرت نہیں رکھتے تو وہ اپنے مولویوں کی طرف رجوع
کرتے ہیں پھر وہ جو اپنے قیاس سے مسئلہ بتاتے ہیں اس پر وہ عمل کرتے ہیں۔
اس طرح وہ اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک غیر مقلد تانبہ کو پتیل سے بیچنا چاہتا ہے تو ایک کو
دوسرے کے برابر یا کم و بیش کر کے نقد اور ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اسے
معلوم کرنے کے لئے اس کو اپنے مولوی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ زمانے کے
اس مسئلہ کی وضاحت قرآن و حدیث میں موجود نہیں۔ تو غیر مقلد مولوی خود
قیاس کر کے مسئلہ بتائے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ اور مقلد عالم قرآن و حدیث
کی روشنی میں اپنے امام کے بنائے ہوئے اصول پر عمل کرتے ہوئے اس کی
جائز اور ناجائز صورتوں کو واضح کرے گا۔ اس طرح غیر مقلد اپنے علاقہ کے موجود
مولوی کی تقلید کرتا ہے۔ اور مقلد ساری دنیا کے مانے ہوئے مجتہد عالم دین
کی تقلید کرتا ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ عوام غیر مقلدین اپنے مولویوں کی تقلید نہیں کرتے
بلکہ ان کی بات مانتے ہیں۔ تو یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ وہ حجت و دلیل کے اہل
نہیں۔ لہذا وہ حجت و دلیل کے بغیر اپنے مولویوں کی بات مانتے ہیں اور اس
طرح کسی کی بات ماننے ہی کو تقلید کہتے ہیں۔ جیسا کہ کتابوں کے حوالوں سے پہلے
گزر چکا۔

۲۔ تائبہ کو پیتل سے برابر، برابر اُدھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟
 ۳۔ تائبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟
 ۴۔ تائبہ کو پیتل سے کم زیادہ کر کے اُدھار بیچنا جائز ہے یا نہیں؟
 اور بعض غیر مقلد مولویوں سے اس طرح سوال اجمالاً کیا گیا کہ تائبہ کو پیتل سے برابر، برابر اور کم زیادہ کر کے اُدھار اور نقد بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اور چونکہ یہ مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث مانتے ہیں۔ قیاس نہیں مانتے۔ اس لئے ہر ایک مولوی کے پاس یہ نوٹ بھی لکھ دیا گیا کہ مسئلہ کی ہر صورت کا جواب قرآن و حدیث کے حوالوں سے تحریر کریں۔

یہ سوالات درج ذیل غیر مقلد اداروں اور مولویوں کو بھیجے گئے۔

- (۱) صدر آل انڈیا اہل حدیث جامع مسجد وہلی۔ (انڈیا)
- (۲) جامعہ سلفیہ بنارس (یوپی۔ انڈیا)
- (۳) عبید اللہ رحمانی۔ پورہ رانی مبارکپور۔ ضلع اعظم گڑھ (یوپی۔ انڈیا)
- (۴) مدیر معہد التعلیم الاسلامی ذاکر نگر۔ نئی وہلی (انڈیا)
- (۵) مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم کرشنا نگر (نیپال)
- (۶) مدرسہ اہل حدیث خیر العلوم ڈومریا گنج۔ ضلع سدھار تھ نگر (یوپی۔ انڈیا)
- (۷) مدرسہ اہل حدیث سراج العلوم بونڈیہار۔ ضلع گونڈہ (" - ")
- (۸) مدرسہ اہل حدیث ریواں پوسٹ ملہوار۔ ہلور (" - ")
- (۹) مدرسہ اہل حدیث نرکٹھا۔ بانسی ضلع سدھار تھ نگر (" - ")
- (۱۰) مدرسہ اہل حدیث بانسی خاص (" - ")
- (۱۱) الجامعۃ المحمدیہ منصور۔ مالہ پور ضلع ناسک (مہاراشٹر۔ ")
- (۱۲) مدرسہ اہل حدیث اٹوا بازار ضلع سدھار تھ نگر (یوپی۔ انڈیا)

ان میں آخر الذکر دو کے علاوہ کسی نے سوالوں کے جوابات نہیں دیئے۔ جن لوگوں کے پاس کسی کے بدست سوال بھیجے گئے ان میں کے بعض نے تو یہ کہہ کر جواب لکھنے سے انکار کر دیا کہ ہمارے بڑے حضرت نے فرمایا ہے کہ کسی کٹر پٹھن سنی کے سوال کا جواب مت لکھنا۔ اور کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر سوال واپس کر دیا کہ جامعہ سلفیہ بنارس سے فتویٰ منگالیں۔ اور بعض مولویوں نے اپنی بیماری کا بہانہ بنا کر جواب دینے سے چھٹکارا حاصل کر لیا اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اس سوال کا جواب لکھو اگر ہم کو پہچاننا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم نہیں لکھیں گے۔ اور جن لوگوں کے پاس بذریعہ ڈاک سوال روانہ کیا گیا انہوں نے خاموشی اختیار کرنے اور روی کی ٹوکری میں جوابی لفاظی کو ڈال دینے ہی میں اپنی بھلائی سمجھی۔

الجامعۃ المحمدیہ منصور مالیکائوں کے مفتی نے سوال کا جواب دیتے ہوئے پہلے اس مسئلے میں عالموں کے اختلافات کا ذکر کیا پھر آخر میں لکھا۔

میرے نزدیک اگر تانبہ اور پیتل سکہ کی شکل میں ہوں تو چونکہ دونوں کی جنس ایک ہے مگر علت ثمنیت ایک ہے اس واسطے انہیں کمی بیشی کے ساتھ تو فروخت کر سکتے ہیں مگر ادھار فروخت نہیں کر سکتے۔ جیسے سونے کو چاندی سے فروخت کرنے کی صورت میں ہے۔ لیکن سکہ کی شکل میں نہ ہوں تو چونکہ علت ثمنیت نہیں رہ جاتی ہے اور جنس بھی الگ الگ ہے اس واسطے کمی بیشی کے ساتھ اور نقد و ادھار دونوں طرح فروخت کر سکتے ہیں۔

کتبہ نعل الرحمن المدنی الجامعۃ المحمدیہ

منصور مالیکائوں۔ ۲۰، ۱۲، ۶۹۳

اور مدرسہ اہل حدیث اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے بھی جواب میں پہلے اس مسئلے کے متعلق عالموں کے اختلاف کا تذکرہ کیا پھر اس کے بعد لکھا۔

سوال جو بطور استفتا بر کیا گیا ہے اس میں دو مختلف چیزوں کے آپس میں تبادلہ برابر برابر یا کم و بیش کے ساتھ کی بات کی گئی ہے۔ لیکن جب وہ دو جنس ہیں تو ان کا آپس میں تقد ہو یا ادھار۔ برابر برابر ہو یا کم و بیش ہر صورت میں بیچنا جائز ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث میں گیہوں اور جو کو دو صنف شمار کیا گیا ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ شہاب اللہ جنگ بہادر

۱۰ دسمبر ۱۹۹۳ء عہ

غیر مقلدوں کے ان دونوں مولویوں نے فتویٰ میں قرآن کی آیت اور ایسی کوئی حدیث نہیں پیش کی جس میں تانبہ کو پیتل سے بیچنے کی جائز اور ناجائز صورتوں کو صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہو بلکہ دونوں مولویوں نے اپنے قیاس سے جواب دیا ہے کہ منصور مالیکاؤں کے مفتی نے جنس اور ثمنیت کی بنیاد پر جائز اور ناجائز ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اور اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کے مفتی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر قیاس کیا ہے۔

عہ اسلام میں عربی تاریخ و سنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمایا۔ اور غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے انتقام الرجیح کے غالباً ص ۶۲ پر آپ کو صریح گمراہ بتایا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ مبارکہ اظہار الحق الجلی کے ص ۱۱ پر ہے۔ شاید اسی لئے غیر مقلدوں کے دونوں مولوی مفتی ہونے کے باوجود عربی تاریخ و سنہ لکھنے سے گریز کئے ہیں ۱۲ منہ

لہذا کھلم کھلا ثابت ہو گیا کہ وہی غیر مقلد جو قیاس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسی سبب سے چاروں اماموں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان کی تقلید کو حرام و گمراہی قرار دیتے ہیں وہی غیر مقلد مولوی خود قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس پر لوگوں کو عمل کراتے ہیں اور ان کے عوام چاروں اماموں کو چھوڑ کر ان کی تقلید کرتے ہیں۔ یہیں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا ہے کہ ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کر سکتا۔ جسے دعویٰ ہو سامنے آئے۔ اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتا کھانا حلال ہے یا حرام؟ کونسی حدیث میں آیا ہے کہ کتا کھانا حرام ہے؟ آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر فرمایا ہے۔ مردار اور رگوں کا خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔ تو کتا درکنار۔ سوٹر کی چربی اور گردے اور اوجھڑی کہاں سے حرام ہوگی؟ کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں۔ اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۷۷)

غیر مقلدوں کے گمراہی کا ایک اور واضح ثبوت

خدا نے تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس طرح دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے
 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ
 ہمیں سیدھا راستہ چلا۔ ان لوگوں کا راستہ کہ
 الذین انعمت علیہم۔ جن پر تو نے احسان فرمایا (سورہ فاتحہ)
 اور جن پر خدا نے تعالیٰ نے احسان فرمایا ان کا ذکر پانچویں پارہ میں یوں

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ
 مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ
 النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
 وَالصَّالِحِينَ -
 جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو
 وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے
 احسان فرمایا۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور
 صالحین کے ساتھ (سورۃ نسا، آیت ۶۹)

ان دونوں آیتوں کے مضمون ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ صالحین یعنی
 اولیاء اللہ کا طریقہ سیدھا راستہ ہے تو حضرت ذوالنون مصری، حضرت معروف کرخی،
 حضرت سری سقطی، حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی، حضرت ابو نزیہ بسطامی، حضرت جنید
 بغدادی، حضرت سہل بن عبد اللہ تستری، حضرت ابو الحسن خرقانی، حضرت ابو بکر شبلی،
 حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت محی الدین بن عربی، حضرت امام محمد غزالی،
 حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت
 خواجہ بہار الدین نقشبند، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت سید احمد کبیر
 رفاعی، حضرت مولانا رومی، حضرت شیخ فرید الدین عطار، حضرت قطب الدین بختیار
 کاکلی، حضرت صوفی حمید الدین ناگوری، حضرت بہار الدین زکریا ملتانی، حضرت قاضی
 حمید الدین ناگوری، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، حضرت فرید الدین گنج شکر،
 حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی، حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء، حضرت شرف الدین
 یحییٰ منیری، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت مخدوم مہانگی بمبئی۔
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

دنیا سے اسلام کے یہ مشہور ترین اولیاء اللہ شروع سے لے کر اب تک
 چاروں اماموں میں سے کسی نہ کسی کی تقلید کر کے ضرور مقلد ہوئے۔ اور اولیاء اللہ
 کے طریقہ کو خدائے تعالیٰ نے سیدھا راستہ قرار دیا۔ تو واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ

جو لوگ ان بزرگوں کے نقش قدم پر نہیں چلے اور چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے وہ غیر مقلد سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں اور گمراہ و بد مذہب ہیں۔

اور خیال رہے کہ قیامت تک کبھی کوئی ولی غیر مقلد نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی غیر مقلد کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنا غیر مقلدوں کا شیوہ ہے۔ اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والا مومن بھی نہیں ہو سکتا ولی ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔

نوٹ: غیر مقلدین کو چاہئے کہ توبہ کر کے یا تو مقلد ہو جائیں اور یا تو تقلید کے سبب مذکورہ بالا بزرگوں کے گمراہ ہونے کا اعلان عام کریں۔

غیر مقلدین کی مختصر تاریخ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ	اے اللہ! ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت نازل
بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا فِي مَجْدِنَا	فرما دعا کے وقت نجد کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے
قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا	تھے، انھوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا
اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا	رسول اللہ! اس پر حضور نے پھر وہی پہلی دعا کی۔
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي مَجْدِنَا فَظَنَّه	اے اللہ! ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت
قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ	نازل فرما۔ تو پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے عرض کیا

وَالْفِتْنُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ
 اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ! راوی کا بیان
 ہے کہ تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا وہ زلزلوں
 اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کی سنگ
 نکلے گی (بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۰۵)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ذوالنویسرہ
 جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا جب اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی شان میں گستاخی کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن مارنے
 کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ یہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے بہت
 سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور
 روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی حلق کے نیچے
 نہیں اترے گا (ان سب ظاہری خوبیوں کے باوجود) وہ دین سے ایسے نکل
 جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۰۲۴ مشکوٰۃ
 شریف ص ۵۳۵)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ذوالنویسرہ کی گستاخی پر حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا
 ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ
 دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو
 قتل کریں گے اور بت پوجنے والوں کو چھوڑ دیں گے (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵)
 اوپر کی حدیثوں میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے
 جو نجد سے فتنوں کے اٹھنے اور گستاخ رسول ذوالنویسرہ کی نسل سے ایک ایسی
 جماعت کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی کہ جو مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں

کو چھوڑ دیں گے۔ تو حضور کے ارشاد کے مطابق اسی کے خاندان سے محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا جس کی ذات سے نجدی فتنہ ظاہر ہوا اور حضور کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی کہ اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا مگر بہت پرستو کو چھوڑ دیا۔

اس کی صورت یہ ہوتی کہ محمد بن عبد الوہاب نے مسلمانوں کی دو قسمیں ٹھہرائیں۔ ایک موحد مسلمان۔ دوسرے مشرک مسلمان۔ جو اس کی من گھڑت توحید کو مانتا اسے وہ موحد مسلمان قرار دیتا اور باقی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا کر ان کی جان و مال کے حلال ہونے کا فتویٰ دیتا، انھیں قتل کرتا اور ان کے گھروں کو لوٹتا۔ اس لئے شروع میں زیادہ تر لوٹ مار کے شوقین اور لالچی اس کی جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر آہستہ آہستہ دوسرے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جن کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان قتل ہوئے اور لاکھوں گھرتباہ و برباد ہو گئے۔

حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

اتَّبَاعُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِي
خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمِ
وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ
لَكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوا اَنَّهُمْ الْمُسْلِمُونَ
وَ اَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ
وَ اِسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ اَهْلِ
السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ۔

عبد الوہاب کے ماننے والے نجد سے نکلے اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ وہ لوگ اپنا مذہب حنبلی بتاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کی مخالفت کریں وہ کافر و مشرک ہیں۔ اسی لئے ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت اور ان کے عالموں کے قتل کو جائز ٹھہرایا (رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۹۳)

اور یونہی مسلک کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی

سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا رہا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اولیٰ اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے (شہاب ثاقب ص ۲۴)

اور لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان ديار مشرک و کافر ہیں۔ اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (شہاب ثاقب ص ۲۴) اور دیوبندی مسلک کے ایک دوسرے مشہور مولانا خلیل احمد انیسٹھی لکھتے ہیں۔

كُفِّرَ الْوَهَابِيَّةُ اَتْبَاعُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْاُمَّةَ۔
محمد بن عبد الوہاب کے وہابی پیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ (المہند ص ۳)

اور مولانا محمد علی جوہر لکھتے ہیں کہ نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں۔ (مقالات محمد علی حسنہ اول ص ۲۴)

ہندوستان میں فتنہ وہابیت
ہندوستان میں عام مسلمان اور بادشاہ سب کے سب ہمیشہ سنی حنفی مقلد رہے
اسی لئے انگریزوں نے اس ملک کے سنی مسلمانوں کا حنفی مذہب مان کر اسی

مذہب کی کتابیں ہدایہ، فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ عالمگیری اور درمختارہ کا انگریزی میں ترجمہ کرایا اور انھیں کتابوں کے مطابق مقدمات کا فیصلہ ہوتا رہا پھر چونکہ اس ملک میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے خاندان کا اثر کافی تھا اور مسلمان اس سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے مولوی اسماعیل دہلوی جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے انہوں نے سوچا کہ ابن عبد الوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے ہم بھی اپنے ماننے والوں کا ایک لشکر تیار کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔

اس خیال کے پیش نظر مولوی اسماعیل دہلوی نے شیخ نجدی کی کتاب التوحید عربی کا اردو میں چربہ اتارا اور اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ کتابیں لکھیں جن میں من گھڑت توحید تحریر کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کی (۱) رسول کے لئے قوم کے چودھری کا درجہ بتایا (۲) نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو زنا کے خیال اور گدھے و بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر قرار دیا (۳) نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے والے کو مشرک ٹھہرایا (۴) جو حضور کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے اسے ابو جہل کے برابر مشرک بتایا (۵) علی بخش، حسین بخش، پیر بخش اور غلام محی الدین و غلام معین الدین نام رکھنے کو مشرک ٹھہرایا (۶) کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کے لئے سفر کرنا، ان کے مزار پر شامیانہ کھڑا کرنا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، جھاڑو دینا، لوگوں کو پانی پلانا اور ان کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا۔ ان ساری چیزوں کو مشرک قرار دیا۔

(۱) تقویۃ الایمان ص ۳۸ و ص ۳۹ (۲) تقویۃ الایمان ص ۴۲ (۳) صراط مستقیم فارسی ص ۱۶ (۴) صراط مستقیم

ص ۱۶ (۵) تقویۃ الایمان ص ۶ (۶) تقویۃ الایمان ص ۳ (۷) تقویۃ الایمان ص ۷

غرضکہ مولوی اسمعیل دہلوی نے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے میں شیخ نجدی کی پوری پیروی کی۔ البتہ وہ جنہلی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا مگر دہلوی نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لہذا تقلید کی ضرورت نہیں کہ وہ بدعت و گمراہی ہے۔ اس طرح بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ۱۲۳۳ھ میں وہابی غیر مقلد ہندوستان میں پیدا ہوئے۔^(۸)

غیر مقلدین کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی پیروی ہی کے سبب وہابی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس نام کو ناپسند کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد مولوی محمد حسین بریلوی نے انگریز گورنمنٹ سے بڑی کوششوں کے بعد وہابی نام کی جگہ اہل حدیث منظومہ کرایا (۹) مگر اب نجدی ریالوں کی چمک دمک نے غیر مقلدوں کو پورے طور پر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بڑے فخر سے اپنا تعلق وہابیت اور محمد بن عبد الوہاب نجدی سے جوڑ کر خوب خوب فائدے اٹھا رہے ہیں۔

غیر مقلدین علمائے دیوبند کی نظر میں

دیوبندیوں کے عقیدے وہی ہیں جو غیر مقلدوں کے عقیدے ہیں۔ مگر اس کے باوجود دیوبندی علماء کی نظر میں غیر مقلدین کیا ہیں؟ اسے جاننے کے لئے مندرجہ ذیل عبارتیں پڑھیں۔

دیوبندیوں کے مشہور مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی

(۸) اظہار الحق الجلی ص ۹ (۹) دیکھئے مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۲۴ و سیرت ثنائی ص ۳۷۲

عہ اس باب میں آخری دو حوالوں کے علاوہ سارے حوالے علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی تصنیف "شیشے کے گھر" سے لئے گئے ہیں ۱۲ منہ

محمد حسین بٹالوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ مولانا موصوف غیر مقلد تھے مگر منصف مزاج۔ حضرت (تھانوی صاحب) نے فرمایا کہ میں نے خود ان کے رسالہ ”اشاعت السنہ“ میں ان کا یہ مضمون دیکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پچیس سال کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدی بے دینی کا دروازہ ہے۔ حضرت گنگوہی نے اس قول کو سبیل السداد میں نقل کیا ہے (مجالس حکیم الامت ص ۲۴۲) اور لکھتے ہیں کہ حضرت تھانوی نے ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدی بے عقلی کی دلیل ہے، بے دینی کی نہیں۔ ہاں جو ائمہ مجتہدین پر تبرکے تو بے دینی ہے (مجالس حکیم الامت ص ۲۳۴)

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ ایسے ہی اکثر غیر مقلدین ہیں۔ حدیث کا تو نام ہی نام ہے۔ محض قیاسات ہی قیاسات ہیں۔ اپنے ہی مقلد ہیں حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی اور ایک چیز کا تو ان میں نام و نشان نہیں، وہ ادب ہے۔ نہایت ہی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں جو جس کو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ بڑے جبری ہیں اس باب میں اور بزرگوں کی نشان میں گستاخی کرنے والا بڑے ہی خطرے میں ہوتا ہے سور خاتمہ کا (افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۲۴)۔

تھانوی صاحب نے اور کہا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اکثر غیر مقلدوں کے مذہب کا حاصل مجموعہ رخص (رخصتوں پر عمل کرنا) ہے جس کا نتیجہ اکثر بددینی ہے (افاضات یومیہ ج ۴ ص ۲۴۹)۔ تھانوی صاحب نے اور کہا کہ غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے۔ البتہ مقلد ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ غیر مقلدی میں توبہ ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا۔ جسے چاہا بدعت کہہ دیا۔ جسے چاہا سنت کہہ دیا۔ کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے۔ بعضے آزاد

غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سائڈ ہوتے ہیں اس کھیت میں منہ مارا اس کھیت میں منہ مارا۔ نہ کوئی کھوٹا ہے نہ تھا ان ہے۔ (افاضات یومیہ جلد ۴ ص ۲۹۴)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ اکثر بچے محب دنیا ہیں۔ بزرگوں سے بدگمانی اس قدر بڑھی ہوئی ہے جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اور اس سے آگے بڑھ کر یہ ہے کہ بزرگ بانی تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ادب اور تہذیب ان کو چھو بھی نہیں گئے۔ ہاں بعضے محتاط بھی ہیں وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ (اور وہ بہت تھوٹے ہیں۔ افاضات یومیہ جلد ۱ ص ۲۲۲)

تھانوی صاحب اور کہتے ہیں کہ بعضے غیر مقلدوں میں تشدد بہت ہوتا ہے۔ طبیعت میں شر ہوتا ہے اور مجھے تو الا ماشاء اللہ ان کی نیت پر بھی شبہ ہے سنت سمجھ کر شاید ہی کوئی عمل کرتے ہوں۔ مشکل ہی سا معلوم ہوتا ہے (افاضات یومیہ جلد ۱ ص ۳۰۹)

پھر تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ آج کل کے اکثر غیر مقلدوں میں تو سو ظن (بدگمانی) کا خاص مرض ہے۔ کسی کے ساتھ بھی حسن ظن نہیں رکھتے۔ بڑے ہی جبری ہوتے ہیں جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں جو چاہیں کہہ ڈالتے ہیں۔ ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگتے ہیں۔ (افاضات یومیہ جلد ۲ ص ۳۲۲)

اور ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے سابق مدیر محمد سعید الرحمن علوی لکھتے ہیں دعویٰ اہل حدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت انکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے (تقدیم اہل حدیث اور انگریز ص ۳)

اور مولوی بشیر احمد قادری دیوبندی مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی (پاکستان) لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اس (غیر مقلد) فرقے کا ظہور و وجود انگریزوں کی نظر کرم اور چشم التفات کا رہن منت ہے۔ ہندوستان میں جب انگریزوں نے اپنے منحوس قدم جمائے تو اس نے مسلمانوں میں انتشار و خلفشار اختلاف و افتراق اور تشدد و لامر کزیت پیدا کرنے کے لئے ”لٹراؤ اور حکومت کرو“ کے شاطرانہ اصول کے تحت یہاں کے باشندگان کو مذہبی آزادی دی۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ ابلیس سیاست تھا بنا بریں وہ بخوبی جانتا تھا کہ مذہبی آزاد خیالی ہی تمام فتنوں کا منبع، مصدر اور سرچشمہ ہے۔ اس مذہبی آزادی کے نتیجے میں فرقہ غیر مقلدین ظہور پذیر ہوا۔ (اہل حدیث اور انگریز ص ۷)

پھر آخر میں بطور خلاصہ لکھتے ہیں۔ کیا وہ جماعت (جس کے بانی اور موسس ایسے گھناؤنے کردار اور گھٹیا ذہن کے مالک ہوں کہ جن کی ساری زندگی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی میں گزری ہو، جن کی زندگی کا مشن اور نصب العین ہی انگریزوں کی وفاداری اور جاں نثاری ہو، جو انگریزوں کے مقاصد کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہوں) محب وطن اور ملک و ملت کی غم خوار اور پی جوا ہو سکتی ہے؟ کیا ایسی جماعت صحیح اسلام کی علم بردار ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔۔۔۔۔ جب ان کے اکابر (بڑوں) کے کردار کا یہ حال ہے تو ان کے اصاغر (چھوٹوں) کے کردار کا اندازہ ناظرین کرام بخوبی لگا سکتے ہیں۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

(اہل حدیث اور انگریز ص ۱۰۵-۱۰۴)

اور دیوبندیوں کے مشہور مولانا قاضی محمد عبدالقوی ملتانی منکرین حدیث کے تعاقب میں لکھتے ہیں کہ اس فتنے کے بانیوں اور قائلین میں مندرجہ ذیل کم فہم

مقلدینِ مغرب کے نام نظر آتے ہیں۔

(۱) عبداللہ چکڑالوی۔ یہ لاہور کی کسی مسجد میں امام تھا اور مسلک غیر مقلدین کا پابند، حضراتِ ائمہ اربعہ اور حضراتِ محدثین کے بارے میں ناشائستہ کلمات اور سب و شتم روارکھتا تھا۔ بعد میں اپنی بد فہمی اور غیر مقلدیت کے پیش نظر کتبِ احادیث کا انکار کرتے ہوئے حجیتِ حدیث کا منکر ہو گیا۔

(۲) سر سید احمد خاں اور غیر مقلد عالم مولوی چیراغ علی بھی اس فتنے میں عبداللہ چکڑالوی کے ہم خیال بن گئے اور ان بدطنیت انسانوں نے اسلام میں تحریف کا سلسلہ شروع کیا اور اہل تہجد اور اہل قرآن کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ آج کل مولوی اسلم جیراج پوری ہندوستان میں اور غلام احمد پرویز (یہ بھی اپنے پیشواؤں کی طرح غیر مقلد ہے) پاکستان میں، انھیں کے معنوی و روحانی اولاد ہیں۔ بحر العلوم علامہ محمد زاہد الکوثری الترمذی فرماتے ہیں۔

العجیب ان الاکثر من منکری
الحديث كانوا غیر مقلدین و
بعض من غیر مقلدین صاروا
رافضین و بعض منها صاروا
قادیانیین کنور الدین النائب
الاول لمرزا القادیانی الملعون
وغیره لان عدم التقليد هو
لامذهبية و لامذهبية قنطرة
الاحاد۔

تعجب ہے کہ بہت سے (چکڑالوی یعنی) حدیث
کے نہ ماننے والے پہلے غیر مقلد تھے۔ اور کچھ
غیر مقلدین میں سے رافضی ہو گئے۔ اور کچھ غیر
مقلدین میں سے قادیانی ہو گئے جیسے نور الدین جو کہ
مرزا (غلام احمد) قادیانی ملعون کا پہلا جانشین
ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے بھی۔ اس لئے
کہ تقلید نہ کرنا لامذہبیت ہے اور لامذہبیت
کفر بے دینی کا پل ہے۔ (لہذا تقلید نہ کرنا
کفر بے دینی کا پل ہے) عہ

عہ ترجمہ از مولانا محمد شہاب الدین نوری

اس موقف کی تائید امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے گیارہ عالم غیر مقلد رفقا اور ساتھی غیر مقلدیت کے جوش و ولولہ میں نواب صاحب کو چھوڑ کر مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کے مرید بنائے۔ جس پر نواب صاحب نے غیر مقلدیت کے مضرات پر قلم اٹھایا اور مضامین لکھے (کشف المعضلات فی حل سوالات لجامع الترمذی ص ۳۳ مطبوعہ دارالکتاب دیوبند)

اور دارالعلوم دیوبند کے مشہور مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں ”کچھ تجربہ اس امر کا یقین دلاتا ہے کہ انسان غیر مقلد ہو کر بد تہذیب، بد زبان بے باک بہت ہو جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عادات و اخلاق سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ نہ مسلمانوں کو گالیاں دینے سے کچھ باک ہوتا ہے۔ نہ صحابی کو فاسق کہنے سے تنگ معلوم ہوتا ہے۔ نہ حدیث کے خلاف سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ نہ قرآن کی مخالفت کرنے سے۔ (قطع الوتین ص ۲۱)

غیر مقلدوں کے چند اہم اصول

غیر مقلدین کچھ ایسے اہم اصول بناتے ہوئے ہیں جن پر وہ سختی کے ساتھ عمل کر کے اپنا نیا مذہب پھیلانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

پہلا اصول ان کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ اگلے زمانہ کے بزرگوں کی کوئی بات ہرگز نہ سنی جائے۔ چاہے وہ ساری دنیا کے مانے ہوئے بزرگ کیوں نہ ہوں۔ مثال کے طور پر غوث صمدانی قطب ربانی

محبوب سبحانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے حالات و کرامات اور فضائل و مناقب پر حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے محدثین کرام اور علمائے عظام نے بے شمار کتابیں لکھیں اور جن کی عظمت و بزرگی کا ڈونگا سارے عالم میں بچ رہا ہے۔ انھوں نے خود تحریر فرمایا۔

وہی حالۃ الفناء الّتی ہی غایۃ
احوال الاولیاء والابدال ثمّ
قد یردّ الیہ التکوین فیکون
جمیع ما محتاج الیہ بإذن اللہ
وہو قولہ جلّ و علا فی بعض
کتبہ یا ابن آدم انا اللہ الذی
لا الہ الا انا قول للشیء کُن
فیکون اطعنی اجعلک تقول
للشیء کُن فیکون۔

اور یہ فنا کی حالت ہے جو اولیا و ابدال کے حالتوں
کی انتہا ہے۔ پھر ان کو تکوین (یعنی کن کہنا)
عطا کیا جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت
ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ
خدائے تعالیٰ کا ارشاد اس کی بعض کتابوں میں ہے
کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود
نہیں۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جاو
وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری فرمانبرداری کر میں تجھے
بھی ایسا کر دوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جاو
وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب مع بہتہ الاسرار ص ۹)

لہذا جو مسلمان حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات مانے گا وہ
کبھی غیر مقلد نہیں ہو سکتا کہ ان کے مذہب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے تو دوسروں کے مرتبہ تکوین پر پہنچنے کا سوال
ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے ان کے سارے اصولوں میں سب سے
اہم اصول یہی ہے کہ پہلے کے بزرگوں میں سے کسی کی کوئی بات ہرگز نہ سنی
جائے۔

دوسرا اصول | غیر مقلدوں کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کی

تفسیر لکھنے والے بڑے بڑے مفسرین اور قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے والے بڑے بڑے مجتہدین میں سے کسی کی کوئی تفسیر اور کسی مجتہد کی کوئی بات ہرگز نہ مانی جائے اس لئے کہ قرآن و حدیث ہر شخص سمجھ سکتا ہے اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ مثلاً دنیائے اسلام کے مشہور مفسر قرآن حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چار رکوع ۱۳ کی آیت کریمہ اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابَ الْكَلْبِ الْخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ
بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِي يَقُولُ اللهُ كُنْتُ
لَهُ سَمْعًا وَبَصْرًا۔ فَاِذَا صَارَ نُورًا
جَلَالَ اللهُ سَمْعًا لَهُ، فَسَمِعَ الْقَرِيبَ
وَالْبَعِيدَ۔ وَاِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورَ
بَصْرًا لَهُ، رَأَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ۔
وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورَ يَدًا لَهُ
قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي السَّهْلِ وَالصَّعْبِ
وَالْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ۔

جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے
تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ
نے کُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصْرًا فرمایا ہے (۱) تو جب
اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور
و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے۔ اور جب یہی نور
اس کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں
کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب یہی جلال کا نور اس کا ہاتھ
ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل و دور و نزدیک
کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۸)

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ بِكَ اٰدَمُ مِنْ زَلَّةٍ فَاسْرًا وَهُوَ اَبَاكَ
یعنی آپ ہی وہ ہیں کہ جب حضرت آدم نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ دعا کی مقبولیت سے کامیاب ہوئے حالانکہ

(۱) بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۶۳ کی مشہور حدیث قدسی اِذَا أَحْبَبْتَهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي
يَسْمَعُ بِهِ الْخ کی جانب اشارہ ہے۔

آپ کے باپ ہیں (قصیدۃ نعمانیہ)

اور حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت
امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

أَلِ النَّبِيِّ ذُرِّيَّتِي وَهُمْ إِلَيْهِ وَسِيلَتِي أَرْجُو بِهِمْ أَعْطَىٰ عَدَا ابْنِ الْيَمِينِ صَحِيْفَتِي

یعنی آل نبی میرے لئے ذریعہ نجات ہیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے وسیلہ ہیں۔ میں امید
ہوں کہ ان کے طفیل کل (قیامت کے دن) اللہ میرا نامہ اعمال میرے دلہنے ہاتھ میں دے گا۔

(صواعق محرقة ص ۱۸)

امام رازی کی تفسیر میں تو یہ ہے کہ نیکیوں پر ہمیشگی کرنے سے جب اللہ
کے جلال کا نور بندے کا کان، آنکھ اور ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بغیر کسی مشین کے
دور کی آواز کو سنتا ہے، دور کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور عالم میں تصرف کرنے
پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور حضرت امام اعظم و حضرت امام شافعی کے اشعار سے وسیلہ
کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ باتیں غیر مقلدین کے یہاں شرک ہیں۔ اس
لئے انھوں نے یہ دوسرا اصول بنایا کہ ہم کسی مفسر اور کسی مجتہد کی بھی کوئی بات
ہرگز نہیں سنیں گے۔

نواب وحید الزماں جو خود بھی غیر مقلد ہیں وہ اس طرح کی آزادی پر اپنے
بھائیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں ہدایت
کہتے ہیں۔ انھوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پروا نہیں کرتے
نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی
من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے
(حیات وحید الزماں ص ۱۰۲ بحوالہ شمس کے گھر ص ۱۹)

سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی پروا نہ کرنے اور جو تفسیر کہ حدیث

شریف میں آچکی ہے اس کے بھی نہ سننے ہی کا نتیجہ ہے کہ غیر مقلدوں کے مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر لکھی ہے غیر مقلدوں نے بھی اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس مذہب کے مانے ہوئے عالم مولوی عبداللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبدالحق غزنوی اس تفسیر کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں۔ ”الفاظ غلط، معانی غلط استدلالات غلط۔ بلکہ تحریف میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ لی (الاربعین ص ۳ بحوالہ شیشے کے گھر ص ۱۲۲)“

تیسرا اصول غیر مقلدین کا تیسرا اہم اصول یہ ہے کہ ہر مسئلے میں آسان صورت اختیار کی جائے۔ اور اگر اس کے خلاف کوئی حدیث پیش کرے تو اسے ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے۔ اس لئے کہ انسان کی خاصیت ہے کہ وہ آسانی کو پسند کرتا ہے۔ توحنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سب ہمارے مذہب کی آسانی دیکھ کر اپنا پرانا مذہب چھوڑ دیں گے اور غیر مقلد ہو کر ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں گے۔

تراویح غیر مقلدوں کی آٹھ رکعت تراویح کا مسئلہ بھی اسی اصول کے تحت ہے کہ مسلمان دن بھر روزہ رکھنے کے ساتھ کاروبار کی مشغولیت کے سبب تھک جاتے ہیں اور کھانے کے بعد چاہتے ہیں کہ جلد آرام کریں۔ تو انہوں نے بیس رکعت تراویح کی بجائے آٹھ رکعت کر دی تاکہ مسلمان بارہ رکعت کی چھوٹ پا کر غیر مقلد ہو جائیں اور ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں۔ حالانکہ صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے انہوں نے فرمایا۔

كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ هَمَّ صَحَابَةُ كَرَامِ حَضْرَتِ عُمَرَ فَرُوقِ اعْظَمِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى

بِعِشْرِينَ رَاكِعَةً وَالْوُسْرَ - رواه
البیهقی فی المعرفة)

عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور
وتر پڑھتے تھے۔ (نبیہقی)

اس حدیث شریف کے بارے میں مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد دوم ص ۱۷۵
میں ہے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ إِسْنَادُهُ
صَحِيحٌ -

امام نووی شافعی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس
روایت کی اسناد صحیح ہے۔

اور حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت
ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي رَمَضَانَ
عُمَرَيْنِ الْخَطَابِ فِي رَمَضَانَ
بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَاكِعَةً -

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ
تیس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح
اور تین رکعت وتر۔ موطا امام مالک ص -)

اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رَوَى عَنْ
عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِشْرِينَ رَاكِعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ
الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارِكِ وَالشَّافِعِيِّ
وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هَكَذَا أَدْرَاكُ
بِبَلَدِ نَائِمَكَةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ
رَاكِعَةً -

اکثر عالموں کا اسی پر عمل ہے جو حضرت مولا علی،
حضرت عمر فاروق اعظم اور دوسرے صحابہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے،
اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں کہ تراویح
بیس رکعت ہے، اور امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان
نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں لوگوں کو بیس
رکعت تراویح پڑھتے پایا ہے (ترمذی شریف ص ۹۹)

اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ ص ۳۵۵ میں ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا (بیس رکعت تراویح)
 جمہور علماء کا قول ہے۔ علمائے کوفہ، امام شافعی
 اور اکثر فقہا یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے
 حضرت ابی بن کعب سے منقول ہے اس میں
 صحابہ کا اختلاف نہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَهُوَ قَوْلُ
 جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَبِهِ قَالَ
 الْكُوفِيُّونَ وَالشَّافِعِيُّ وَاکْثَرُ
 الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيحُ عَنْ أَبِي بِنِ
 كَعْبٍ مِّنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ
 الصَّحَابَةِ۔

اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعا یہ حاشیہ شرح وقایہ

جلد اول ص ۱۷ پر لکھتے ہیں۔

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی
 صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت
 ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن
 سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے۔

ثَبَّتَ إِهْتِمَامُ الصَّحَابَةِ عَلَى عِشْرِينَ
 فِي عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ فَمِنْ
 بَعْدَهُمْ أَخْرَجَهُ مَالِكٌ وَابْنُ
 سَعْدٍ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمْ۔

لیکن غیر مقلدین کے نزدیک بیس رکعت تراویح کی حدیثیں غلط

اس مضمون کی حدیثیں تخریج کرنے والے امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی
 غلط، صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پڑھنا غلط، بڑے بڑے امام، حضرت
 سفیان ثوری، حضرت ابن مبارک اور حضرت امام شافعی کا تراویح کو بیس
 رکعت قرار دینا غلط، جمہور علماء کا قول غلط اور مکہ شریف والوں کا بیس رکعت
 پڑھنا یہ بھی غلط۔ یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جن کے ماننے کا
 یہ دم بھرتے ہیں انھوں نے جو اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص ۱۸ پر
 لکھا کہ عَدَدُكَ عِشْرُونَ رَكْعَةً (یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے)

وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ تراویح کے مسئلہ میں اگر وہ شاہ ولی اللہ کی تحقیق مان لیں تو بیس رکعت پڑھنے میں نفس کو تکلیف ہوگی۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مقلدین کو غیر مقلد و ہابی بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہاتھ سے جانا رہے گا۔ اور اسی بنیاد پر کہ لوگ غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ تجارت کے مال اور چاندی سونا کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں (۱)۔

قربانی غیر مقلدوں کے نزدیک چار دن قربانی جائز ہونے کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے تاکہ سہولت و آسانی اور چوتھے دن بھی گوشت کی فراوانی دیکھ کر لوگ ہمارا نیا مذہب قبول کر لیں۔ حالانکہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث شریف مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔

أَيَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَةٌ أَفْضَلُهَا أَوْلَاهَا
قربانی کے دن تین ہیں۔ ان میں کا افضل پہلا دن ہے (ہدایہ جلد ۴ ص ۴۳)

اور حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔
الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى
عید اضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے (موطا امام مالک ص ۱۹۸ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

مسلمانوں نے ان حدیثوں کو قبول کیا اور ان پر عمل کیا۔ اس طرح ہمیشہ سے وہ تین ہی دن قربانی کرتے چلے آئے۔ یہاں تک کہ مکہ شریف میں بھی تین ہی دن قربانی ہوتی ہے۔ لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک یہ حدیثیں غلط ساری دنیا کے مسلمانوں کا تین ہی دن قربانی جائز سمجھنا غلط بلکہ مکہ شریف

(۱) دیکھئے غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی تصنیف بدورالابلہ ص ۱۰۲ و ۱۰۳

والوں کا تین ہی دن قربانی کرنا وہ بھی غلط۔

ہم کہتے ہیں اگر قربانی چار دن جائز ہوتی تو ایام تشریق بھی چار دن ہوتے۔ حالانکہ وہ صرف تین دن ہیں اس لئے کہ تشریق کے معنی ہیں گوشت کو ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا۔ چونکہ عرب والے ۱۰ ذی الحجہ کا گوشت ۱۱ کو، ۱۱ کا گوشت ۱۲ کو اور ۱۲ ذی الحجہ کا گوشت ۱۳ کو دھوپ میں خشک کرتے تھے اس لئے ۱۱ سے ۱۳ ذی الحجہ کل تین دن ایام تشریق ہوتے۔ مصباح اللغات میں ہے شرف اللحم گوشت کے ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا المجد میں ہے۔

ایام تشریق (عید الاضحیٰ کے بعد) تین دن ہیں اس لئے کہ قربانی کا گوشت ان دنوں میں خشک کیا جاتا ہے۔

اور صراح میں ہے ایام تشریق سے روز بعد از نحر۔ اور مصباح اللغات میں ہے ایام تشریق عید الاضحیٰ کے بعد تین دن۔ اس لئے کہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت خشک کیا جاتا ہے۔

لغت کی کتابوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ایام تشریق تین ہی دن ہیں۔ اور جب ایام تشریق تین ہی دن ہیں تو قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ اگر قربانی چار دن ہوتی تو یقیناً ایام تشریق بھی چار دن ہوتے۔ اس لئے کہ جب ۱۰ ذی الحجہ پہلے دن کا گوشت عرب والے ۱۱ کو سکھاتے تھے تو کئی دن مسلسل گوشت کھانے کے بعد ۱۳ ذی الحجہ کا گوشت ۱۴ کو بدرجہ اولیٰ سکھاتے اس طرح تین دن کی بجائے چار دن ایام تشریق ضرور ہو جاتے۔ لیکن ہیں وہ تین ہی دن۔ جس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن بھی تین ہی ہیں۔ غیر مقلدوں

نے صرف سہولت و آسانی اور چاروں تک گوشت کی فراوانی عوام کو دکھا کر اپنی طرف کھینچنے کے لئے چاروں قربانی کو جائزہ کر رکھا ہے۔ اور اسی بنیاد پر کہ لوگ سہولت و آسانی دیکھ کر غیر مقلد ہو جائیں ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ ایک بکرا کی قربانی پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اگرچہ سو آدمی ہوں، ایک نیا مذہب اور ابھر رہا ہے جو غیر مقلدوں سے سیکھ کر عوام کو پھانسنے کے لئے قربانی کے مسئلہ میں اور سہولت و آسانی پیش کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے مرغی، مرغی کی قربانی بھی جائز ہے۔ اور جس طرح بیل اور بھینس وغیرہ کی قربانی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے اسی طرح بکری، بکرا اور مرغی مرغی کی قربانی بھی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے۔ اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

العباد باللہ تعالیٰ۔

سچ فرمایا مجبر صادق حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ
كَذَابُونَ يَا تَوَنُّكُم مِّنَ الْاِحَادِيثِ
بِسَالِمٍ تَسْمَعُو اَنْتُمْ وَلَا اَبَاءُكُمْ
فَاِيَاكُمْ وَاِيَاهُمْ لَا يُصَلُّوْكُمْ وَلَا
يُفْتِنُوْكُمْ۔ رواہ مسلم

آخری زمانہ میں (ایک گروہ) دجالوں اور کذابوں
یعنی فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا
ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے
جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا
نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ
آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں
ڈالیں (مسلم مشکوٰۃ ص ۲۸)

طلاق غیر مقلدوں کے نزدیک تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کے مسئلہ

(۱) دیکھئے غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی تصنیف بدورالاہلہ ص ۳۴

(۲) دیکھئے استفتار فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم ص ۴۵

کی بنیاد بھی اسی تیسرے اصول پر ہے کہ عام طور سے لوگ تین طلاق دے سکتے ہیں پھر چاہتے ہیں کہ عورت ہاتھ سے جانے نہ پائے تو حنفی اور شافعی وغیرہ سب لوگ کہتے ہیں کہ حلالہ کرانا پڑے گا جس میں دوسرے شوہر کا کم سے کم ایک بار ہمبستری کرنا بھی ضروری ہے۔ تو اس سے لوگوں کو بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے لہذا ہم لوگ یہ صورت اختیار کریں کہ ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق پڑنے کا حکم کریں تاکہ تین طلاق دینے والے حلالہ سے بچنے کے لئے ہماری طرف آجائیں اور ہمارا بنیاد مذہب قبول کر کے غیر مقلد و باہبی ہو جائیں۔

واضح رہے کہ اگر ابھی صرف نکاح ہوا اور ہمبستری نہیں ہوئی کہ شوہر نے ایک دم تین طلاقیں اپنی بیوی کو اس طرح دیں کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ تو اس صورت میں سب کے نزدیک صرف ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اس لئے کہ جب شوہر نے پہلی بار کہا تجھے طلاق ہے تو عورت اسی وقت فوراً اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اور چونکہ ایسی عورت کے لئے عدت نہیں اس لئے دوسری اور تیسری بار کہنے سے اس پر طلاق نہیں پڑے گی کہ طلاق کے لئے عورت کا نکاح یا عدت میں ہونا ضروری ہے۔ البتہ اگر ایسی عورت کے متعلق یوں کہا کہ اسے تین طلاق۔ تو اس صورت میں اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور اگر نکاح کے بعد بیوی سے ہمبستری کر چکا ہے تو پھر چاہے اس سے یوں کہا کہ تجھے تین طلاق۔ یا اس طرح کہا کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ دونوں صورتوں میں اس پر تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور وہ تین طلاق دے رہا ہے تو تینوں پڑ جائیں گی۔ چاہے ایک مجلس میں تین

طلاق دے چاہے کئی مجلسوں میں۔ جیسے کہ کسی شخص کو تین دوکانوں کے بیچنے کا حق حاصل ہو اور وہ تینوں کو بیچ دے تو تینوں بک جائیں گی۔ چاہے وہ تینوں دوکانیں ایک ہی مجلس میں بیچے چاہے کئی مجلسوں میں۔ لیکن بیچ ڈالے وہ تینوں دوکانیں اور بکے صرف ایک۔ اسے کوئی عقلمند نہیں تسلیم کر سکتا۔ اسی طرح سے جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے اور وہ تینوں طلاقیں دے ڈالے مگر پڑے صرف ایک۔ اسے بھی کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے پڑ جانے پر جمہور صحابہ کرام تابعین عظام اور چاروں ائمہ اسلام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کا اتفاق ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ

فَانْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ الْخُ كِي تَفْسِيرِ فِي تَحْرِيرِ فَرَمَاتِي هِي۔

المعنى فان ثبت طلاقها ثلاثاً في
مرة أو مراتٍ فلا تحل الخ كما
إذا قال لها أنت طالق ثلاثاً أو
البتة وهذا هو المجمع عليه۔
وأما القول بأن الطلاق الثالث
في مرة واحدة لا يقع إلا طلقاً
فلم يعرف إلا لابن تيمية من
الحنابلة وقد ساد عليه أئمة
مذهبه حتى قال العلماء إن

مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کو ایک دم تین طلاقیں یا
الگ الگ۔ ہر صورت میں عورت حرام ہو جائے گی
جب تک کہ وہ حلال نہ کرے، جیسے کہ بیوی سے
جب کہا تجھے تین طلاق ہے۔ یا طلاق بتہ۔ اسی پر
عالموں کا اتفاق ہے۔ اور یہ کہنا کہ ایک دم کی تین
طلاق میں ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ تو یہ صرف
ابن تیمیہ کا قول ہے جو اپنے کو حنبلی کہتا تھا۔ اس کے
مذہب کے اماموں نے اس کا رد کیا یہاں تک کہ عالموں
نے فرمایا کہ ابن تیمیہ گمراہ اور گمراہ گمراہ ہے (تفسیر صاوی

الضَّالُّ الْمُضِلُّ -

جلد اول ص ۹۶

اور حضرت سُوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی عائشہ خثعمیہ کو تین طلاقیں دیدیں۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ عائشہ کو آپ کی جدائی کا برا غم ہے تو آپ رو پڑے اور فرمایا۔

لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ جَدِّي أَوْ حَدَّثَنِي
أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي يَقُولُ أَيُّمَا
رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا عِنْدَ
الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثًا مَبْهَمَةً لَمْ تَحِلُّ
لَهُ حَتَّى تَكْلَعَ سَرْوَجًا غَيْرَهُ لِرَاجَعَتِهَا -
اگر میں نے اپنے جد کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے نہ
سنا ہوتا۔ یا یوں فرمایا کہ اگر میں نے اپنے والد سے
جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث شریف نہ سنی
ہوتی کہ جو اپنی بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں
دے یا مبہم (اکٹھی تین طلاقیں) دے تو وہ بغیر
حلالہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ تو عائشہ سے

میں رجعت کر لیتا (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۱ ص ۳۳۶)

اس حدیث مبارکہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ چاہے تین طلاقیں ایک دم اکٹھی دے چاہے تین طہروں میں۔ بہر صورت تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

اور حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَ لِي
رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ
ثَلَاثًا قَالَ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ
رَادَّهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ
میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس
تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین
طلاق دیدی۔ راوی نے کہا تو حضرت ابن عباس
چپ رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ عورت کو

فَبِرُكْبِ الْحُمُوقَةِ ثُمَّ يَقُولُ يَا
 ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَإِنَّ
 اللَّهَ قَالَ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ
 لَهُ مَخْرَجًا وَإِنَّكَ لَمُتَّقٍ لِلَّهِ
 فَلَا أَجْدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ
 رَبَّكَ وَبَانَكَ مِنْكَ إِهْرَاقُكَ

اس کی طرف لوٹا دیں گے پھر آپ نے فرمایا تم بیوقوف
 کر کے چلتے ہو پھر کہتے ہو اے ابن عباس اے ابن
 عباس! اور بے شک خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ
 سے ڈرے گا وہ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے گا۔
 اور تو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لئے کوئی راستہ
 نہیں پاتا ہوں۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور
 تیری عورت تیرے نکاح سے نکل گئی (ابوداؤد تشریف

ص ۲۹۹)

حضرت امام ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو حمید
 اعرج وغیرہ نے حضرت مجاہد سے۔ اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۲) اور شعبہ نے بھی اس حدیث کو عمرو بن مَرْه
 سے روایت کیا۔ اور انھوں نے سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۳) اور ایوب و ابن جریر
 دونوں نے اس حدیث کو عکرمہ بن خالد سے روایت کیا۔ اور انھوں نے
 بواسطہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔
 (۴) اور ابن جریر نے اس حدیث کو عبد الحمید بن رافع سے بھی روایت کیا۔
 اور انھوں نے عطار کے واسطے سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (۵) اور اعمش نے اس حدیث کو مالک بن حارث
 سے روایت کیا۔ اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 (۶) اور اس حدیث کو ابن جریر نے عمرو بن دینار سے بھی روایت کیا اور انھوں
 نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا۔ اور ان سب نے تین طلاقوں کے

بارے میں فرمایا کہ حضرت ابن عباس نے ان کو تین برقرار رکھا انھیں ایک طلاق نہیں ٹھہرایا (ابوداؤد شریف ص ۲۹۹)

اور حضرت نافع بن عجمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ

ان رُكَاةَ بِنِّ عَبْدِ يَزِيدَ طَلَّقَ
 امْرَأَتَهُ سَهْمَةَ الْبَيْتَةِ فَاخْبَرَ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِذَلِكَ وَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَسَدْتُ
 إِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاللَّهِ مَا أَسَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً
 فَقَالَ رُكَاةٌ وَاللَّهِ مَا أَسَدْتُ
 إِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

میرے دادا رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہمہ کو تہ طلاق دی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں عرض کیا اور کہا قسم خدا کی میں نے صرف ایک طلاق کی نیت کی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا تم نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے، رکانہ نے عرض کیا اللہ کی قسم میں نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر حلالہ اس عورت کو حضرت رکانہ کی طرف لوٹا دیا۔ (ابوداؤد شریف ص ۳)

اس حدیث شریف سے کھلم کھلا ظاہر ہوا کہ اگر حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے کہ میں نے تین طلاق کی نیت کی ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تینوں طلاق کا حکم فرماتے۔ ورنہ ایک طلاق کی نیت پر قسم لینے کا کوئی معنی نہیں ہوگا۔

اور حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا

قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسِ حَدِيثِي
 مِثْلَ حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

عَنْ طَلَّاقِكِ قَالَتْ طَلَّقْتَنِي زَوْجِي
ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ
فَاجَاؤُكَ بِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کہا کہ اپنی طلاق کا واقعہ مجھ سے بیان کریں تو انھوں
نے کہا کہ میرے شوہر نے یمن جاتے ہوئے مجھے تین
طلاقیں دی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے تینوں کو برقرار رکھا (ابن ماجہ ص ۱۴۷)

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے سے
سب پڑ جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت فاطمہ
بنت قیس کے لئے تینوں طلاقیں ثابت نہ فرماتے۔

اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں

نے فرمایا۔

إِنَّ سَاجِدًا جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَ
قَالَ دَلَّكَ امْرَأَتِي الْفَافَقَالَ
تَاخُذُ ثَلَاثًا وَتَدَعُ قِسْعَ مَاعِةٍ
وَسَبْعَةَ وَتَسْعِينَ۔

ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی
کو تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا تین لے لو
اور نو سو ستانوے چھوڑ دو (سنن کبریٰ بہیقی جلد ۷

ص ۳۳)

اس حدیث شریف سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا
یہ فتویٰ واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی ایک دم تین طلاقوں سے زیادہ دیکھے
تو تین طلاقیں اکٹھی پڑ جائیں گی اور باقی لغو ہو جائیں گی۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

انھوں نے کہا۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّسَاءَ
قَدْ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس بات میں
مہلت تھی اب اس میں لوگ جلدی کر رہے ہیں تو بہتر

فِيهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَاكَ عَلَيْهِمْ
فَاَمْضَاةٌ عَلَيْهِمْ۔

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ قانون بنا دیا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہونگی۔ شارح مسلم حضرت علامہ امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ اَنْتِ طَالِقٌ
ثَلَاثًا فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَ
ابُو حَنِيفَةَ وَاحْمَدُ وَجَمَاهِيرُ
الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلْفِ
يَقَعُ الثَّلَاثُ۔

جس نے اپنی بیوی سے کہا تجھے تین طلاق تو حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل اور سلف و خلف کے جمہور عالموں نے فرمایا کہ تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی (مسلم شریف جلد ۸ ص ۴۷۸)

لیکن غیر مقلدوں کے نزدیک قرآن مجید کی تفسیر غلط یہ تھی، ابن ماجہ اور ابوداؤد شریف کی اوپر والی ساری حدیثیں غلط، چاروں ائمہ مجتہدین اور سلف و خلف کے جمہور علمائے دین کا مذہب غلط، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فیصلہ کہ ایک مجلس کی وی ہوئی تین طلاقیں سب پڑ جائیں گی جس پر بہت سے بڑے بڑے محدثین گواہ ہیں وہ بھی غلط، اس کے بارے میں نواسہ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کر وہ حدیث غلط۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق اعظم کا یہ قانون بنا کر ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوں گی وہ بھی غلط اور صحابہ کرام کا اس قانون کو مان لینا اور اس پر عمل درآمد ہونا سب غلط۔ البتہ ابن تیمیہ جو کئی صدی بعد پیدا ہوا صرف وہ صحیح ہے۔ یعنی غیر مقلدوں کے نزدیک

حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام وغیرہ نے نبوت اور شریعت کے مزاج کو نہیں سمجھا صرف ابن تیمیہ نے سمجھا۔ نعوذ باللہ من ذلك عہ

ابن تیمیہ کون ہے؟
ابن تیمیہ جو ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور ۷۲۸ھ میں فوت ہوا وہ شخص ہے جس کو غیر مقلدین اپنا امام تسلیم کرتے

ہیں۔ مگر وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ اس نے بہت سے مسائل میں علمائے حق کی مخالفت کی ہے یہاں تک کہ اس نے حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ کے سفر کو گناہ قرار دیا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی مرتبہ نہیں۔ اور یہ بھی

اس کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔

جیسا کہ عارف باللہ حضرت علامہ شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

ابن تیمیہ من الحنابلة وقد
ادعیه ائمة مذهب حتی
قال العلماء انه الضال المصل۔
ابن تیمیہ حنبلی کہلاتا تھا۔ حالانکہ اس مذہب کے
اماموں نے بھی اس کا رد کیا ہے۔ یہاں تک کہ
علمائے فرمایا کہ وہ گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے

والا ہے (تفسیر صاوی جلد اول ص ۹۶)

اور خاتم الفقہاء والمحدثین حضرت علامہ شہاب الدین بن حجر مکی شافعی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

انه خالف الناس فی مسائل
نبہ علیہا التاج السبکی وغیرہ۔
ابن تیمیہ نے بہت سے مسائل میں علمائے حق
کی مخالفت کی ہے جس کی نشاندہی حضرت

عہ غیر مقلدین طلاق سے ایک ہی پڑنے کی جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا ٹھوس جواب
جاننے کے لئے جارحی و غیرہ کا مطالعہ کریں۔

فما خرق فيه الاجماع قوله ان
 طلاق الحائض لا يقع وكذا الطلاق
 في طهر جامع فيه وان الصلاة
 اذا تركت عمدا لا يجوز قضاءها
 وان الحائض يباح لها الطواف
 بالبيت ولا كفارة عليها. وان
 الطلاق الثلاث يرد الى واحدة.
 وان المائعات لا تنجس بموت
 حيوان فيها كالفسارة وان الحنث
 يصلى تطوعه بالليل ولا يؤخره
 الى ان يغتسل قبل الفجر وان
 كان بالبلد وان مخالف الاجماع
 لا يكفر ولا يفسق وان سبنا محل
 الحوادث. وقوله بالجسمية و
 الجهة والانتقال وانه بقدر
 العرش لا اصغر ولا اكبر. وقال
 ان النار تفتى وان الانبياء غير
 معصومين وان رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم لا
 جاه له ولا يتوسل به وان
 انشاء السفر اليه بسبب الزيادة

تاج الدين سبکی وغیرہ نے کی ہے۔ تو جن مسائل
 میں اس نے خرق اجماع کیا ہے ان میں سے چند
 یہ ہیں — حالت حیض میں اور جس طہر
 میں ہمبستری کی ہے طلاق نہیں واقع ہوتی اور
 نماز اگر قصداً چھوڑ دی جائے تو اس کی قضا واجب
 نہیں۔ اور حالت حیض میں بیت اللہ شریف کا
 طواف کرنا جائز ہے۔ اور کوئی کفارہ نہیں۔ اور
 تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔ اور تیل
 وغیرہ پتلی چیزیں چوہا وغیرہ کے مرنے سے نجس
 نہیں ہوتیں۔ اور بعد ہمبستری غسل کرنے سے
 پہلے رات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ شہر
 میں ہو۔ اور جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے
 اسے کافر و فاسق نہیں قرار دیا جائے گا۔ اور
 خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اور
 اللہ تعالیٰ کے جسم ہونے اور اس کے لئے جہت اور
 ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا قائل ہے۔
 اور کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر
 ہے نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔

اور یہ بھی کہتا ہے کہ جہنم فنا ہو جائے گی اور
 یہ بھی کہتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام معصوم
 نہیں ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی

معصية لا تقصر الصلاة فيه و
سيحرم ذلك يوم الحاجة ماسة
الى شفاعته اه تلخيصا۔
مرتبہ نہیں ہے۔ ان کو وسیلہ نہ بنایا جائے اور حضور
علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا
گناہ ہے۔ ایسے سفر میں نماز کی قصر جائز نہیں۔ جو
شخص ایسا کرے گا وہ حضور کی شفاعت سے محروم
رہے گا۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۱۶)

اور تحریر فرماتے ہیں۔

ابن تیمیہ خذله واصله واعماه
واصمه واذله۔ وبذلك صرح
الائمة الذين بينوا فساد احوالہ
كذب اقواله ومن اسر اد ذلك
فعلیه بمطالعة كلام الامام
المجتهد المتفق على امامته
وجلالته وبلوغ مرتبة الاجتهاد
ابى الحسن السبكي وولد التاج
والشيخ الامام العزيز جماعة
واهل عصرهم وغيرهم من
الشافعية والمالكية والحنفية۔
ولم يقصر اعتراضه على متأخري
الصوفية بل اعتراض على مثل
عمر بن الخطاب وعلی بن
ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ

ابن تیمیہ ایسا شخص ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسے
نامزد کر دیا اور گمراہ فرما دیا اور اس کی بھارت و سما
کو سلب فرمایا۔ اور اس کو ذلت کے گڈھے میں
گرادیا۔ اور ان باتوں کی تصریح ان اماموں نے فرمائی
ہے جنہوں نے اس کے احوال کے فساد اور اس کے
اقوال کے بھوٹ کا پول کھولا ہے۔
جو شخص ان باتوں کا تفصیلی علم حاصل کرنا چاہے
اسے لازم ہے کہ وہ اس امام کے کلام کا مطالعہ کرے
جن کی امامت و جلال پر سب علمائے کرام کا اتفاق
ہے۔ اور جو مرتبہ اجتہاد پر فائز ہیں یعنی حضرت
ابو الحسن سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور حضرت تاج الدین
سبکی کے فرزند۔ اور حضرت شیخ امام غزالی بن جامع
اور ان کے ہم عصر شافعی، مالکی اور حنفی علماء کی کتابوں
کو پڑھے۔ اور ابن تیمیہ کے اعتراضات
فقط متاخرین صوفیہ ہی پر نہیں بلکہ وہ تو اس قدر

عنہما۔ والحاصل ان لا یقام
لکلامہ وزن بل یرمی فی کل
وعرو حزن ویعتقد فیہ انه
مبتدع ضال ومنزل جاہل
غال۔ عاملہ اللہ بعد لہ
واجار نامن مثل طریقہ
وعقیدتہ وفعلاً امین۔

حد سے بڑھ گیا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب اور
امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنہما جیسی مقدس ذاتوں کو بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بنا۔
خلاصہ یہ کہ ابن تیمیہ کی بکواسوں کا کوئی وزن
نہیں بلکہ وہ اس قابل ہیں کہ گڈھوں اور کنوؤں
میں پھینک دی جائیں۔ اور ابن تیمیہ کے بارے میں
یہی عقیدہ رکھا جاتے کہ وہ بد مذہب گمراہ دوسروں
کو گمراہ کرنے والا جاہل اور حد سے تجاوز کرنے والا
ہے۔ خدائے تعالیٰ اس سے انتقام لے اور ہم سب
لوگوں کو اس کی راہ اور اس کے عقیدوں سے اپنی
پناہ میں رکھے۔ امین (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۱)

اور آٹھویں صدی ہجری کے عظیم اندلسی مورخ ابو عبد اللہ بن بطوطہ
اپنے سفر نامہ میں ابن تیمیہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔
حکایۃ الفقیہ ذی اللوثة۔
ایک جنونی عالم کا بیان

پھر لکھتے ہیں۔

یتکلم فی الفنون الا ان فی عقلہ
شیئاً (رملہ ابن بطوطہ مطبع دار بیروت ص ۹۵
ومطبع خیرہ ص ۶۸)

گو ابن تیمیہ کو بہت سے فنون میں قدرت کلم تھی
لیکن دماغ میں کسی قدر فتور آگیا تھا (ترجمہ میں احمد
جعفری ندوی ص ۱۲۶ مطبوعہ ادارہ درس اسلام دیوبند)

دماغ میں خرابی اور فتور ہی کی وجہ سے جب ابن تیمیہ نے بہت سے
مسائل میں اجماع امت کی مخالفت کی یہاں تک حضرت عمر فاروق اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا ڈالا تو اہل سلطنت

وجامعت حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہر مذہب کے علمائے اس کار و کیا اور اسے گمراہ و گمراہ گر قرار دیا۔ لیکن غیر مقلدین کہ جن کے دلوں میں کھوٹ اور گمبھائی جاتی ہے۔ انہوں نے دماغی خلل رکھنے والے ابن تیمیہ کی پیروی کر لی اور اسے اپنا امام و پیشوا بنا لیا۔

دعا ہے کہ خدائے عز و جل ابن تیمیہ اور اس کی پیروی کرنے والے غیر مقلدین کے فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین بحرمة النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات و اکمل التسلیم

غیر مقلدوں کے کچھ پوشیدہ راز

۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک رام چندر اور لچمن اور کرشن نبی ہیں جو ہندوؤں میں مشہور ہیں۔ اسی طرح فارسیوں میں زرتشت۔ اور چین و جاپان والوں میں نفسیوس۔ اور بدھ و سقراط اور فیثاغورس یونانیوں میں۔ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے۔ یہ انبیاء صلحاء تھے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۸۵)

۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص ۴۳ مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں غیر مقلد و عرف البجادمی ص ۲۴ مؤلفہ نور الحسن خاں غیر مقلد)

۳۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ مرد ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے

عہ اس باب کے سارے مضامین و حوالے دارالعلوم دیوبند کے صدقہ مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری کی تصنیف قطع الوتین سے بعینہ نقل کئے گئے ہیں ۱۲ منہ

۱۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک شراب ناپاک و نجس نہیں ہے بلکہ پاک ہے

(بدورالاہلہ ص ۱۵، دلیل الطالب ص ۲۴۵، عرف الجادوی ص ۲۴۵)

۱۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک سونے چاندی کے زیور میں سوونہ نہیں ہوتا

جس طرح چاہے نیچے خریدے کمی زیادتی ہر طرح جائز ہے (دلیل الطالب ص ۲۴۵)

۱۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔ (بدورالاہلہ ص ۱۵ و دیگر کتب بالا)

۱۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک زوال ہونے سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھنا

جائز ہے (بدورالاہلہ ص ۱۵)

۱۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا

جائز ہے (بدورالاہلہ ص ۲۵۶، دلیل الطالب ص ۲۳۲ و ۲۳۵)

۱۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی قصداً نماز چھوڑ دے اور پھر اس کی

قضا کرے تو قضا سے کچھ فائدہ نہیں وہ نماز اس کی مقبول نہیں۔ اور نہ اس

نماز کا قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے وہ ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ (دلیل

الطالب ص ۲۵)

۱۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب پاک ہے (بدورالاہلہ ص ۱۴)

۱۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال

ہیں مگر طافی (بدورالاہلہ ص ۳۳۳ و عرف الجادوی ص ۲۴۶)

۲۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے برتن استعمال کرنا جائز ہے

(بدورالاہلہ ص ۲۵۴)

۲۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص

اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو عرف

الجادوی ص ۱۱۳)

نکاح کر سکتا ہے۔ اس کی حد نہیں کہ چارہ ہی ہو (ظفر المصنی ص ۱۴۱ و ص ۱۴۲ نواب صاحب غیر مقلد کی و عرف الجادی ص ۱۱۵)

۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں (بدور الابلہ ص ۳۴۸ مؤلفہ نواب صاحب مذکور)

۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور مر گیا اور میتہ ہے وہ ناپاک نہیں (دلیل الطالب ص ۲۲۴)

۶۔ نواب صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں کہ سور کے ناپاک ہونے پر آیت سے استدلال کرنا صحیح اور قابل اعتبار نہیں۔ بلکہ اس کے پاک ہونے پر وال ہے۔ (بدور الابلہ ص ۱۹، ۱۵)

۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک سوائے حیض و نفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے (دلیل الطالب ص ۲۳ و بدور الابلہ ص ۱۸ و عرف الجادی ص ۱)

۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے (بدور الابلہ ص ۱ و دلیل الطالب و مسک الختام شرح بلوغ المرام و شرح رسالہ شوکانی)

۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سو لینا جائز ہے (دلیل الطالب، عرف الجادی، البیان المصوص، بدور الابلہ وغیرہ)

۱۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک ناپاک آدمی کو بغیر غسل کے قرآن شریف کو چھونا اٹھانا، رکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے۔ (دلیل الطالب ص ۲۵۲، عرف الجادی، البیان المصوص)

۱۱۔ غیر مقلدوں کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں (بدور الابلہ ص ۱)

۲۲۔ غیر مقلدوں کے نزدیک مشیت زنی کرنی۔ یا اور کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص کے لئے مباح ہے جس کے بیوی نہ ہو۔ اور اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو واجب و مستحب ہوتا ہے (عرف الجادوی ص ۲۱۴)

۲۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی بکری کی قربانی بہت سے گھروالوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں (بدور الابلہ ص ۳۴۱)

۲۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں (عرف الجادوی ص ۲۵۷)

۲۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک نجاست گرنے سے کوئی پانی ناپاک نہیں ہوتا پانی تھوڑا ہو یا بہت۔ نجاست پاخانہ و پیشاب ہو یا اور کوئی ہو۔ ہاں رنگ و بو مزہ ظاہر ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔ (عرف الجادوی ص ۹)

۲۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک اگر نمازی ناپاک بدن سے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور وہ گنہگار ہے۔ (بدور الابلہ ص ۳۸)

۲۷۔ غیر مقلدین کے نزدیک بدن سے کتنا ہی خون نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا (دستور المتقی)

۲۸۔ غیر مقلدین کے نزدیک سر منڈانا خلاف سنت اور خارجوں کی علامت ہے۔ (البنیان المصوص ص ۱۶۹)

۲۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔ (البنیان المصوص ص ۱۷۳)

۳۰۔ غیر مقلدین کے نزدیک عورت کی نماز بغیر تمام ستر کے چھپائے ہوئے صحیح ہے تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر کو چھپالے (بدور الابلہ ص ۳۹)

۳۱۔ غیر مقلدوں کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کے واسطے پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر کسی نے ناپاک کپڑوں میں بغیر کسی عذر کے قصداً نماز پڑھ لی تو اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے (دلیل الطالب ص ۲۶۴، عرف الجادی ص ۳۲ بدورالاہلہ ص ۳۹)۔
 ۳۲۔ غیر مقلدین کے نزدیک ٹخنوں سے نیچا پا جامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (دستور المتقی ص ۲۹)۔

۳۳۔ رمضان میں روزہ کی حالت میں کسی نے قصداً کھاپی لیا تو غیر مقلدوں کے نزدیک اس کے ذمہ کفارہ نہیں ہے (دستور المتقی ص ۱۰۳)۔
 ۳۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک پردہ کی آیت خاص ازواجِ مطہرات کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ امت کی عورتوں کے واسطے نہیں ہے۔
 (البیان المرصوص ص ۱۶۸)۔

۳۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک سیاہی (خارِ پشت) کھانا جائز ہے حرمت کی حدیث ثابت نہیں (بدورالاہلہ ص ۲۵۱ و عرف الجادی ص ۲۴۳)۔
 ۳۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک جانور کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔ اس کا کھانا جائز ہے (عرف الجادی ص ۲۴۹)۔
 ۳۷۔ نابالغ لڑکا اگر بالغین کی امامت کرے تو اس کی امامت صحیح ہے۔
 (عرف الجادی ص ۳۸)۔

۳۸۔ مولوی وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں جو شخص نکاح یا خوشی کی رسموں میں باجے بجواتے اس کو فاسق کہنا ظلم اور شرارت و تعصب ہے (اسرار اللغۃ پارہ ۵، شتم ص ۶)۔

۳۹۔ غیر مقلدین کے نزدیک حالتِ حیض میں عورت پر طلاق نہیں پڑتی (روضۃ ندیہ ص ۲۱)۔

۴۰۔ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے تین سو سے زیادہ مسئلوں میں غلطی کی ہے (فتاویٰ حدیثیہ ص ۸۷)

۴۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک فجر کی نماز کے واسطے علاوہ تکبیر کے دو اذان دینی چاہئے (اسرار اللغت پارہ دوم ص ۱۱۹)

۴۲۔ غیر مقلد کا مذہب ہے کہ اگر زندگی نے زنا سے مال کمایا اور اس کے بعد اس نے توبہ کر لی تو وہ مال اس کے اور تمام مسلمانوں کے لئے حلال اور پاک ہو جاتا ہے (دیکھو فتویٰ مولوی عبداللہ غازی پور۔ مورخہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ)

۴۳۔ غیر مقلدین کے نزدیک خطبہ میں خلفاء کا ذکر کرنا بدعت ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۱)

۴۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک متعہ جائز ہے (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

۴۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک جو شخص عورتوں اور لونڈیوں سے لواطت کرے یعنی پیچھے کے مقام میں ہمبستری کرے اس کو منع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

۴۶۔ غیر مقلدین کے نزدیک گانے اور مزامیر سے لوگوں کو منع نہیں کرنا چاہئے (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

۴۷۔ غیر مقلدین کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال حجت نہیں ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۲۱۱)

غیر مقلدوں کے چالیس فریب

کتاب حقیقۃ الفقہ تصنیف غیر مقلد مولوی یوسف جے پوری جو دوسرے غیر مقلد مولوی داؤد کی تصحیح اور اضافہ کے بعد ادارہ دعوت الاسلام مومن پورہ بمبئی سے شائع ہوئی ہے۔ وہ حنفیوں کو ان کے مذہب سے نفرت دلانے اور انہیں غیر مقلد و ہابی بنانے کے لئے شروع سے آخر تک پوری کتاب فریب سے بھری ہوئی ہے۔ ہم اس مقام پر اس کتاب کے صرف چالیس فریب نقل کرتے ہیں۔

(۱) حقیقۃ الفقہ ص ۳۹ پر حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے حوالہ سے حنفیہ کو گمراہ فرقوں میں سے شمار کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان غیر مقلدوں کے اس فریب کا پر وہ چاک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ صریح غلط اور افتراء بر افتراء ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ہم بعض اصحاب ابی حنیفہ۔ وہ بعض حنفی ہیں۔ اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر۔ آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے۔ جیسے زمخشری صاحب کشفاف و عبد الجبار و مطرزی صاحب مغرب و زاہدی صاحب قنیہ و جاوی و مجتبیٰ پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا؟ — بعض شافعیہ زیدی راوی

ہیں۔ اس سے شافعیہ و شافعییت پر کیا الزام آیا؟ — نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں۔ پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا؟ — جانے دور افضنی، خارجی، معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوتے۔ پھر معاذ اللہ۔ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا؟
(فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۲۸)

خلاصہ یہ کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف بعض حنفیوں کو گمراہ فرمایا ہے جو فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے تھے اور غلط عقیدہ رکھتے تھے۔ جیسے کہ آج کل دیوبندی اور سودودی وغیرہ فروعی مسائل میں حضرت امام اعظم کی پیروی کرنے کے سبب حنفی کہلاتے ہیں اور غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے گمراہ و بد مذہب ہیں۔

نور (۲) اور ص ۱۹ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ زندہ یا مردہ جا یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ — یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ مسئلہ فتاویٰ عالمگیری میں ہرگز نہیں ہے۔

(۳) اور پھر اسی کتاب کے ص ۹۳ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہوگئی اور عورت حاملہ ہوگئی تو اسی وقت غسل لازم ہوگا۔ — یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ لہذا لعنة اللہ علی الکاذبین پڑھیں۔

(۴) اور ص ۱۹ پر در مختار کے حوالہ سے ہے کہ پیشاب حلال

جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری ہے اس لئے کہ درمختار میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب نجاست ہے۔ دیکھئے جلد اول ص ۱۴۔ اور جو چیز نجاست ہے وہ نجاست ہرگز نہیں دور کر سکتی۔

(۵) اور ص ۱۹۸ پر فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ پانچا لید لگ کر خشک ہو گئی تو رگڑنے سے پاک ہے۔ عالمگیری میں یہ مسئلہ صرف چمڑہ کے موزہ کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے الخف اذا اصابته النجاسة ان كانت متجسداً كالعدرة والروث والمني يطهر بالحث اذا يبست (جلد اول ص ۱۴) لہذا غیر مقلدوں کا اسے مطلق لکھنا کہ ہر چیز میں پانچا لید لگے تو یہی حکم ہے یہ بھی ان کا فریب ہے۔

(۶) اور ص ۲۰۲ پر درمختار کے حوالہ سے ہے کہ سورنجس العین نہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا افتراء و بہتان اور حنفی مذہب سے عوام کو بھڑکا کر غیر مقلد و ہابی بنانے کے لئے کھلا ہوا فریب ہے۔ یہ مسئلہ درمختار میں ہرگز نہیں ہے بلکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں یہ ہے کہ سورنجس العین ہے فَمَجْعَلُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔

(۷) اور ص ۲۰۳ پر منیہ المصلی کے حوالہ سے ہے کہ سور کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے اس لئے کہ منیہ المصلی میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کے ص ۴۶ پر یہ ہے کہ سور اور آدمی کے علاوہ ہر چیز کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کل اھاب دبع فقد

طہر جازت الصلاة معه الا جلد الخنزیر والادھی۔

(۸) اور ص ۲۵ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ سوریا کتے کی پیٹھ پر عبارت ہو تو تیمم جائز ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔ جھوٹوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے صاحب ہدایہ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔

(۹) اور ص ۲۴ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ عمامہ پر مسح جائز ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلم کھلا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں اس طرح مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کے ص ۴۴ پر یوں ہے لا یجوز المسح علی العمامة۔ یعنی عمامہ پر مسح جائز نہیں۔

(۱۰) اور ص ۲۰ پر در مختار کے حوالہ سے ہے کہ نماز جنازہ و عید کے واسطے تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس لئے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ پانی ہوتے ہوئے ہر صورت میں نماز جنازہ و عید کے لئے تیمم جائز ہے۔ حالانکہ پانی ہوتے ہوئے نماز جنازہ اور عید کے واسطے صرف اس صورت میں تیمم جائز ہے جب کہ وضو یا غسل کرنے میں ان کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ جلد اول ص ۱۶۱ پر در مختار کی اصل عبارت یہ ہے۔ جازل خوف فوت صلاة جنازة او فوت عید بفراغ امام او زوال شمس او تلخیصاً۔

(۱۱) اور ص ۲۰ پر در مختار، ہدایہ، قدوری، اور منیۃ المصلی کے حوالے سے ہے کہ بجائے اللہ اکبر۔ اللہ اکبار یا اللہ اکبار کہنا جائز ہے۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو اس لئے کہ مذکورہ

چار کتابوں میں سے کسی میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ اور اللہ اکبار یا اللہ
 الاکبار کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے جب کہ اکبار کبر کی جمع ہے جس کا
 معنی ہے ڈھول۔ اور وہ یا تو حیض کا نام ہے یا شیطان کا (دیکھئے
 شامی جلد اول ص ۳۰۴ اور منیۃ المصلی ص ۱۱۲ میں ہے ان قال اللہ
 اکبار لا یصیر شارسا وان قال فی خلال الصلاة تفسد صلاته
 لانہ اسم الشیطان۔ یعنی اگر ابتداء میں اللہ اکبار کہا تو نماز شروع
 نہ ہوگی اور اگر درمیان میں اس طرح کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس
 لئے کہ اکبار شیطان کا نام ہے۔ واضح ہو گیا کہ یہ بھی غیر مقلدوں کا
 اتہام والزام اور کھلا ہوا فریب ہے۔

(۱۲) اور ص ۲ پر عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ امام قرارت شروع
 کرے تو مقتدی سبحانک اللہم پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری
 میں یوں ہے کہ جب امام آہستہ قرارت کرتا ہو تو مقتدی ثنا پڑھے اور جب
 وہ بلند آواز سے قرارت کرے تو نہ پڑھے (دیکھئے جلد اول ص ۸۵)
 لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

(۱۳) اور ص ۲۱ پر در مختار اور ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ کتے
 بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حنفی
 عوام کو بہکانے کے لئے یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے
 اس لئے کہ مذکورہ دونوں کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے فَتَجْعَلُ
 لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔

(۱۴) اور ص ۲۱۲ پر مالاید منہ کے حوالہ سے ہے کہ لکھے ہوئے پر
 نظر کی اور اس کے معنی دریافت کئے تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

فارسی زبان میں دریافت کا معنی ہے سمجھنا۔ مگر اردو میں اس کا معنی ہے پوچھنا۔ تو مالابدمنہ جو فارسی میں ہے اس کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ لکھا ہوا دیکھا اور اس کا معنی سمجھ گیا تو نماز فاسد نہ ہوتی۔ خدائے تعالیٰ ایسے مکاروں کے فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔

(۱۵) اور ص ۲۱۳ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ سے ثابت ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے اس لئے کہ یہ ہدایہ میں ہرگز نہیں ہے۔

(۱۶) اور پھر ص ۲۱۳ پر درمختار اور عالمگیری وغیرہ کے حوالے سے ہے کہ جمعہ کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کتابوں میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ ایسا شہر ہو جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں بلکہ یہ ہے کہ شہر میں ایسا حاکم ہو جو حدود شرعیہ قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ درمختار جلد اول ص ۵۳۶ میں ہے المصر ہو کل موضع له امیر وقاضی یقدر علی اقامة الحدود۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۳۵ میں ہے معنی اقامة الحدود والقدرۃ علیہا۔

(۱۷) اور ص ۲۱۲ میں شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ خطبہ ایک تسبیح (سبحان اللہ) کے برابر ہو۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہماری کسی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ خطبہ ایک تسبیح کے برابر ہو بلکہ یہ ہے کہ دو خطبے ہوں جن میں خدائے تعالیٰ

کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت ہو، حضور پر درود ہو، کم سے کم ان میں ایک آیت کی تلاوت ہو، پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہو، دوسرے میں مسلمانوں کے لئے دعا ہو اور خلفائے راشدین وغیرہ کا ذکر ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

— البتہ شرح وقایہ میں یہ ہے کہ ایک تسبیح کی مقدار خطبہ شرط ہے۔ یعنی اگر کسی نے اتنا بھی خطبہ نہیں پڑھا تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔

(۱۸) پھر صفحہ ۲۴۸ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تیمم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا انتہام والزام اور واضح فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۱۹) پھر اسی صفحہ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تیمم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف ہیں اور موقوف بھی — یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔

(۲۰) اور صفحہ ۲۴۹ میں ہدایہ کے حوالے سے ہے کہ امام ابو حنیفہ کی ایک مثل کی روایت لائق تصحیح ہے — یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے کیونکہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۱) پھر اسی صفحہ ۲۴۹ پر شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ صحیح حدیث سے اذان کے کلمے دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار ہیں — یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۲) پھر صفحہ ۵ میں منیۃ المصلیٰ کے حوالہ سے ہے کہ جب منہ کعبہ کی طرف ہے تو کعبے کی نیت کرنی جائز نہیں۔ منیۃ المصلیٰ میں یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں یہ ہے کہ امام ابو بکر محمد بن حامد نے فرمایا کہ جب منہ کعبہ شریف کی طرف ہو تو کعبہ کی نیت کرنا شرط نہیں۔ اور شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ شرط ہے (دیکھئے منیۃ المصلیٰ ص ۹۹) یعنی جائز نہ ہونا کسی کا قول نہیں ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی کھلی ہوئی مکاری ہے۔

(۲۳) پھر اسی صفحہ ۲۵ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہے۔ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔ لہذا یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے۔

(۲۴) اور پھر اسی صفحہ ۲۵ میں شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین صحیح ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب اور جھوٹ ہے۔ لہذا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ پڑھیں۔

(۲۵) اور صفحہ ۲۵ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۶) پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ حضرت علی کا قول بھی منع فاتحہ میں ضعیف ہے۔ باطل ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

(۲۷) اور صفحہ ۲۵۲ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ رفع الیدین کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔۔۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۲۸) پھر اسی صفحہ ۲۵۲ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے۔۔۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ یہ شرح وقایہ میں ہرگز نہیں ہے۔

(۲۹) اور صفحہ ۲۵۵ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تین میل تک کی مسافت میں قصر جائز ہے۔۔۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ یہ بھی شرح وقایہ میں نہیں ہے۔

(۳۰) اور صفحہ ۲۵۷ پر ہدایہ، شرح وقایہ اور منیۃ المصلیٰ کے حوالہ سے ہے کہ وتر ایک رکعت بھی ہے۔۔۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ ان کتابوں میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۱) پھر اسی صفحہ پر ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ ایک وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔۔۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی مکاری اور کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۲) پھر اسی صفحہ ۲۵۷ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تین وتر کی روایت ضعیف ہے۔۔۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۳) اور صفحہ ۲۵۱ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھنے کی روایت چاروں خلفاء سے ہے۔۔۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ

بھی نہیں ہے۔

(۳۴) پھر اسی صفحہ ۲۵۸ میں ہدایہ کے حوالہ سے ہے کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین و عمار بن یاسر و ابی بن کعب و ابو موسیٰ اشعری و ابن عباس و ابو ہریرہ و برار بن عازب و انس و ہل بن سعد و معاویہ و عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے۔ اور اسی طرف اکثر صحابہ و تابعین گئے ہیں۔ ہدایہ میں یہ ہرگز نہیں ہے، غیر مقلدوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے۔ فَتَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔

(۳۵) اور صفحہ ۲۵۹ پر درمختار ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا جھوٹ اور فریب ہے۔ انھوں نے اپنا جھوٹا مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔

(۳۶) پھر اسی صفحہ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعات کی حدیث صحیح ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ شرح وقایہ میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۳۷) اور صفحہ ۲۶۱ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ تراویح آٹھ رکعات سنت ہیں اور بیس مستحب ہیں۔ یہ بھی غیر مقلدوں کی عیاری اور واضح فریب ہے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ بھی نہیں ہے۔

(۳۸) اور صفحہ ۲۶۲ پر ہدایہ و شرح وقایہ کے حوالے سے ہے کہ نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا کھلا ہوا فریب ہے اس لئے کہ مذکورہ کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں

ہے۔

(۳۹) پھر اسی صفحہ پر قدوری کے حوالہ سے ہے کہ دونوں رکعتوں میں قبل قرابت تکبیرات کہے۔ یہ بھی غیر مقلدوں کا واضح فریب ہے کیونکہ قدوری میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں ہے۔

(۴۰) اور اسی کتاب حقیقۃ الفقہ کے ص ۲۷۲ پر شرح وقایہ کے حوالہ سے ہے کہ مولوی محمد اسمعیل دہلوی نے ایسے زمانہ میں جب کہ جہاں عالمگیر ہو رہی تھی رسول اللہ کی سنت کو زندہ کیا اور احیائے سنت میں لومہ لائٹم کا بالکل خیال نہ کیا۔ آپ کا زہد مشہور ہے۔ آپ علم و ظاہری و باطنی کے ایک کامل ماہر تھے۔ حنفی سنیوں کو غیر مقلد و ہابی بنانے کے لئے غیر مقلدوں کا یہ انتہائی خطرناک فریب ہے کہ شرح وقایہ جیسی معتد کتاب کے حوالہ سے مولوی اسمعیل دہلوی جیسے گمراہ و گمراہ گمراہ کی تعریف لکھ دی اور یہ بھی نہ سوچا کہ جب شرح وقایہ مولوی اسمعیل کی پیدائش سے تقریباً پانچ سو برس پہلے لکھی گئی تو اس میں ان کا ذکر کیسے آسکتا ہے اور دنیا اتنے بڑے جھوٹ پر ہم کو کتنی لعنت ملامت کرے گی؟ دعا ہے کہ خدائے عزوجل انھیں سیجائی نصیب فرمائے اور مذہب حق اہلسنت و جماعت قبول کرنے کی انھیں توفیق رفیق بخشنے۔ (آمین)

مُخْتَصَرُ سَوَاحِجِ

حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۱۵۰ھ)

آپ کا نام نامی نعمان، کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم و امام المسلمین ہے۔ آپ فارس کے بادشاہ نوشیرواں کی اولاد سے ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں۔

آپ کے دادا مشرف باسلام ہو کر کوفہ شہر میں سکونت پذیر ہوئے۔ وہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے باپ ثابت اپنے بچپن کے زمانہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

آپ کے زمانہ مبارکہ میں تقریباً بائیس صحابہ زندہ تھے جن میں سے سات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ کی ملاقات ثابت ہے خصوصاً حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن اوفی، حضرت معقل بن یسار اور حضرت وائلہ بن الاسقع سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور حضرت انس و حضرت جابر و حضرت وائلہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ نے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

حدیث شریف میں آپ کے متعلق بشارت بھی دی گئی ہے جیسا کہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس حدیث شریف میں بشارت دی ہے جسے ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالشُّرَيَّا لَتَنَادَوْهُ بِرَجَالٍ مِّنْ اَبْنَاءِ فَاْرِسٍ۔ یعنی اگر علم شریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک جواں مرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا (تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ اردو ص ۶)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری اور مسلم میں یہ ہیں لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الشُّرَيَّا لَتَنَادَوْهُ بِرَجَالٍ مِّنْ فَاْرِسٍ۔ یعنی اگر ایمان شریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردان فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے (تبیض الصحیفہ اردو ص ۶)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ معجم طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالشُّرَيَّا لَتَنَادَوْهُ نَاسٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَاْرِسٍ۔ یعنی اگر دین شریا میں معلق ہو جائے تو یقیناً مردان فارس کے لوگ اسے حاصل کر لیں گے (تبیض الصحیفہ اردو ص ۶)

ان احادیث کرمیہ میں ”ابنائے فارس“ اور ”رجال فارس“ سے

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔

آپ نے چار ہزار مشائخ تابعین و تبع تابعین سے حدیث وفقہ حاصل

کیا جن میں سے بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق نافع

مولیٰ ابن عمر، موسیٰ بن ابی عائشہ، سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، سعید بن مسروق، سلمہ بن کہیل، سلیمان بن مہران اعمش، طاؤس بن کیسان، عبداللہ بن دینار، عبدالرحمن بن ہرمز اعرج، عطاری بن ابی رباح، عطاری بن یسار، محمد بن علی بن حسین بن علی المرثقی، محمد بن عمرو بن الحسن بن علی المرثقی ولید بن سرج مولیٰ عمر بن الخطاب اور ہشام بن عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ نے تمام علوم میں کامل ہونے کے بعد گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تو ایک رات آپ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو حنیفہ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے تو آپ گوشہ نشینی کا ارادہ ہرگز نہ کریں۔ اس بشارت کے بعد آپ درس و تدریس اور مسائل شرعیہ کے اجتہاد و استنباط میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مذہب ساری دنیا میں پھیل گیا۔

آپ کے شاگرد بے شمار ہوتے جن میں سے ساٹھ شاگردوں کا ذکر بعض محدثین نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ ان میں سے چند بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، حسن بن زیاد لؤلؤی، ابو مطیع بلخی، عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، زکریا بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث نخعی، رئیس الصوفیہ داؤد طائی، یوسف بن خالد، اسد بن عمر و اور نوح بن مریم وغیرہم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسائل کے اجتہاد اور احکام۔ استنباط کی مشغولیت کے سبب روایت حدیث کا بہت کم موقع ملا

جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو امور خلافت کی مشغولیت کے سبب حدیث کی روایت کا اتفاق کم ہوا۔ مگر اس کے باوجود حضرت امام اعظم کی روایت کردہ حدیثوں کی پندرہ مسندیں جمع کی گئی ہیں اور آپ کے شاگرد اکابر محدثین کے شیوخ میں شمار کئے گئے ہیں۔ جیسے یحییٰ بن معین، وکیع بن جراح، مسعر بن کدام، عبد اللہ بن مبارک امام ابو یوسف، احمد بن حنبل۔ اور بالواسطہ اصحاب صحاح ستہ یعنی حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم وغیرہ بھی حضرت امام اعظم کی شاگردی سے باہر نہیں ہو سکتے۔

زرقانی شارح مؤطمانے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد میں کئی قول نقل کئے ہیں۔ اول یہ کہ آپ کی مرویات پانچ سو ہیں۔ دوسرے یہ کہ سات سو ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایک ہزار سات سو ہیں۔ پانچویں یہ کہ چھ سو ستر سٹھ ہیں۔

اور غیر مقلدین جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اور ثبوت میں ابن خلدون کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو وہ سراسر غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ ابن خلدون کا عقیدہ نہیں ہے اور نہ اس کا قول ہے بلکہ اس نے دوسرے کا قول حکایتاً نقل کیا ہے۔ اور اغلب یہ ہے کہ اس نے سبعمائہ لکھا تھا اور کاتب کی غلطی سے سبعمائہ عشر ہو گیا۔ یا ازراہ حسد قصداً ایسا کیا گیا۔ اس لئے کہ بقول حضرت ملا علی قاری حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراسی ہزار مسائل حل فرمائے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار مسائل غبادات سے متعلق ہیں اور باقی مسائل

معاملات کے بارے میں ہیں۔

تو اگر آپ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہوتیں تو اتنے زیادہ مسائل آپ ہرگز نہیں حل کر سکتے تھے، نہ علامہ ذہبی شافعی مذکورہ الحفاظ میں آپ کا ذکر حفاظ حدیث میں کرتے، نہ اکابر علمائے حدیث آپ کو اپنا شیخ بناتے، نہ آپ کے لئے امام کا لقب تسلیم کرتے، نہ محدث زمانہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی اور دیگر علمائے سلف آپ کے فضائل و مناقب میں بڑی بڑی کتابیں لکھتے۔

غرضیکہ غیر مقلدوں کا یہ پرو پگنڈہ کہ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں بالکل جھوٹ ہے۔ اسے وہی شخص صحیح مان سکتا ہے جسے آپ کے علم سے حسد ہوگا اور یا تو وہ آپ کے علم سے جاہل ہوگا۔ جو آپ کی مرویات کو دیکھنا چاہے وہ موطا امام محمد، کتاب الآثار، کتاب الحج، سیر کبیر اور حضرت امام ابو یوسف کی کتاب الخراج، کتاب الامالی مجربین زیاد وغیرہ کا مطالعہ کرے۔ ان میں امام اعظم کی روایت کردہ کئی سو حدیثیں صحیح اور حسن ملیں گی۔

آپ کی تصنیفات فقہ اکبر، کتاب الوصیۃ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب الفقود وغیرہ ہیں۔ آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ مزار اقدس بغداد شریف کے خیزراں قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے جس پر سب سے پہلے سلطان ملک شاہ سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں شاندار گنبد بنوایا اور آپ کے آستانہ عالیہ پر حنفیوں کے لئے مدرسہ حنفیہ قائم کیا۔ ماخوذ از تبیض الصحیفہ، خیرات الحسان، ہدائق الحنفیہ، مفید المفتی، سوانح امام اعظم،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مولانا شاہ محمد رضا خان مولوی قدس سرہ اعزیز فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کبھی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُساد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کے باشند، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جتنے علمے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جتنے نہیں پہنتے؟ علمے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بڑے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لہذا اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگوئی و قعت کر کے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرے۔

(تہیہ ایمان ص ۶-۷ مطبوعہ لاہور)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مولانا شاہ محمد رضا خان مولوی قدس سرہ اعزیز فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کبھی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُساد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کے باشند، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جتنے علمے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جتنے نہیں پہنتے؟ علمے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بڑے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لہذا اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگوئی و قعت کر کے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرے۔

(تہیہ ایمان ص ۶-۷ مطبوعہ لاہور)